لجنہ اماء اللہ کینیڈا

النساء

جلد# 32 شمارہ نمبر3

ستمبر تا دسمبر 2020 ء

اعلانات برائے النساء

- رسالہ النساء میں اُردو یا انگریزی میں کسی بھی قسم کا اعلان چھپوانے کے لئے اپنے حلقہ کی صدر صاحبہ یا سیکرٹری اشاعت سے رابطہ کریں۔
- ممبرات بغرض دُعا درج ذیل عنوانات کے تحت اعلانات بھجوا سکتی ہیں
  - بچوں کی ولادت پر
  - بچوں کے قرآن کریم مکمل ہونے پر یا تقریب آمین کے لئے
  - نکاح، شادی یا ولیمہ کی تقریب کے لئے
  - متفرقات
- اعلان کے لئے کم از کم چندہ اعانت 10 ڈالر
- ذیل میں دُعائیہ اعلان کے لئے ایک فارم نمونہ کے طور پر دیا جارہا ہے۔ جس میں اعلان کے لئے اپنی ضرورت کے مطابق تحریر لکھ کر اور اعلان کے لئے سیکرٹری مال صاحبہ کو یا آن لائن "لجنہ اشاعت" کی مد میں چندہ ادا کرنے کے بعد رسید اور اعلان کی کاپی النساء کے درج ذیل ای میل پر ارسال کر دیں۔ جزاکم اللہ۔ ishaat@lajna.ca

قُرّۃ اعین

اعانت:

- والدین کے نام
- جماعت
- تاریخ پیدائش
- نام
- وقفِ نو
- بزرگ
- بزرگ
- صحابی

تقریب آمین

اعانت:

- والدین کے نام
- جماعت
- بچے کا نام
- تاریخ تکمیل
- عمر
- قرآن کریم پڑھانے والی ٹیچر کا نام
- ددھیال کے بزرگ
- ننھیال کے بزرگ

تقریب نکاح، شادی، ولیمہ

اعانت:

- والدین کے نام
- جماعت
- دلہن، دلہا کے نام
- تاریخ تقریب
- مقام تقریب
- مختصر پروگرام تقریب
- ددھیال کے بزرگ
- ننھیال کے بزرگ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

النساء

لجنہ اماء اللہ کینیڈا

مذہبی، علمی وادبی مجلّہ

جلد# 32۔ ستمبر تا دسمبر 2020ء۔ شمارہ نمبر 3

نگرانِ اعلیٰ

مکرم و محترم ملک لال خان صاحب

امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

زیرِ نگرانی

مکرمہ و محترمہ امتہ السلام ملک صاحبہ

صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا

نیشنل سیکرٹری اشاعت

کشور چوہدری صاحبہ

مدیرہ اُردو

فرزانہ سنوری صاحبہ

پروف ریڈرز

امتہ الرفیق ظفر صاحبہ، طاہرہ نسیم صاحبہ، عنبرین منظور صاحبہ

اُردو کمپوزنگ اور تزئین وزیبائش

ناصرہ نسیم صاحبہ، تحمیدہ ولی صاحبہ، سعدیہ عزیز صاحبہ

حبۃ النور صاحبہ، حبیبہ احمد صاحبہ

پبلشر

جیمنک گرافکس

عنوانات

کلامِ الٰہی، کلامِ رسول ﷺ، کلامِ امام الزماں علیہ السلام	1
اداریہ	2
خطبہ جمعہ	3
اُسوۂ رسول ﷺ تربیتِ اولاد کی رُو سے	10
بچوں کی پرورش اور خبر گیری از سیرت حضرت مسیح موعودؑ	11
الٰہی نسل سے میری تُو وہ انسان پیدا کر	13
تربیتِ اولاد	16
چند سنہری اصول	17
پرورش کے ہُنر	18
بچوں کو دین کو دنیا پر مقدم کرنا کیسے سکھایا جائے	19
بچوں میں خدا تعالیٰ کی محبت کیسے پیدا کی جائے	21
متقین کے امام	22
اولاد کی تربیت	24
وقت کی اہم ضرورت اور دورِ حاضر کا بڑا چیلنج۔۔تربیتِ اولاد	25
بچوں کی تربیت میں والدین کا کردار از رُوئے قرآن	27
اَن دیکھے جراثیم	30
حالاتِ حاضرہ کو ایک سال ہو گیا	31
میری پیاری امی منور رشید	32
آسمانی کتابوں سے متعلق معلوماتی صفحہ	34
تاج محل	35
متفرقات	36
صفحۂ ناصرات	37

کلامِ الٰہی

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۞ ﴿آل عمران: 39﴾

وَ زَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۞ ﴿الانبیاء: 90﴾

اس موقع پر زکریا نے اپنے ربّ سے دعا کی اے میرے ربّ! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت عطا کر۔ یقیناً تُو بہت دعا سننے والا ہے۔

اور زکریا (کا بھی ذکر کر) جب اس نے اپنے ربّ کو پکارا کہ اے میرے ربّ! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تُو سب وارثوں سے بہتر ہے۔

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۞ ﴿الاحقاف: 16﴾

ہم نے انسان کو تاکیدی نصیحت کی کہ اپنے والدین سے احسان کرے۔ اسے اس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اٹھائے رکھا اور تکلیف ہی کے ساتھ اُسے جنم دیا۔ اور اُس کے حمل اور دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختگی کی عمر کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا تو اس نے کہا اے میرے ربّ! مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کر سکوں جو تُو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجا لاؤں جن سے تُو راضی ہو اور میرے لئے میری ذرّیّت کی بھی اصلاح کر دے۔ یقیناً میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

کلامِ رسول ﷺ

اَكْرِمُوْا اَوْلَادَكُمْ وَاَحْسِنُوْا اَدَبَهُمْ۔

(سُنن ابن ماجہ)

اپنی اولاد کی عزت کیا کرو اور ان میں اچھے اخلاق پیدا کرو۔

(سُنن ابن ماجہ)

کلامِ امام الزماں علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”خدا تعالیٰ کی نصرت اُنہی کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں ایک جگہ نہیں ٹھہر جاتے اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ اُن میں بڑا شوق ذوق اور شدت، رقت ہوتی ہے مگر آگے چل کر بالکل ٹھہر جاتے ہیں اور آخر اُن کا انجام بخیر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دُعا سکھلائی ہے کہ اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ (الاحقاف:16)۔ میرے بیوی بچوں کی بھی اصلاح فرما۔ اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دُعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دُعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔ دیکھو پہلا فتنہ حضرت آدمؑ پر بھی عورت ہی کی وجہ سے آیا تھا۔ حضرت موسیٰؑ کے مقابلے میں بلعم کا ایمان جو حبط کیا گیا اصل میں اسکی وجہ بھی توریت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بلعم کی عورت کو اس بادشاہ نے بعض زیوارات دکھا کر طمع دے دیا تھا اور پھر عورت نے بلعم کو حضرت موسیٰؑ پر بد دُعا کرنے کے واسطے اُکسایا تھا۔ غرض ان کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب و شدائد آجایا کرتے ہیں تو اُن کی اصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہئے اور ان کے واسطے بھی دُعائیں کرتے رہنا چاہیئے۔“۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 457-456)

اداریہ

ایک پاکیزہ معاشرے کی پہچان اُس میں بسنے والے نیک و پاک لوگوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور یہ نیکی اُس وقت ہی پنپتی ہے جب انسان کی سرشت نیک ہو اور نیک سرشت اور فطرت کے لئے بچپن سے ہی کوشش کرنی پڑتی ہے۔ اِس کوشش میں ماں کا حصہ زیادہ مانا گیا ہے۔ ماؤں کے پاؤں تلے جنت اِسی ریاضتوں کا انعام ہے جو وہ ایک نیک معاشرے کے لئے نیک نسل کو پروان چڑھانے کے لئے کرتی ہے، تاکہ وہ نسل اِسی دنیا میں بھی جنت کا نظارہ دیکھے اور ایک مثالی اور جنت نظیر معاشرہ کی ایک اکائی بھی بنے۔

ایک احمدی عورت ہونے کی حیثیت سے ہم پر یہ ذمہ داری اور بھی بھاری ہے کہ ہماری آئندہ نسلوں نے ہی دین اور دنیا کی باگ ڈور سنبھالنی ہے۔ جس نے دین کمالیا، دنیا بھی وہی کمائے گا بلکہ دنیا خود چل کر آپ کے پاس آتی ہے۔

جے تُو میرا ہو رہویں، سب جگ تیرا ہو کے مصداق۔۔۔

سو ہر ایک احمدی عورت ذمہ دار ہے کہ اپنی اور اپنے خاندان کی ایسی تربیت کرنے والی ہو کہ اُس کی اولاد جماعت اور معاشرے کا مد و مفید وجود بنے۔ اور اِس کے لئے ہمیں یہ عہد کرنا ہو گا کہ اپنے بچوں کے لئے پہلے ہم اپنا نمونہ مثال کے لئے پیش کریں گی تاکہ خدا تعالیٰ کے فضل، خلیفۂ وقت کی دعاؤں اور ہماری تربیت سے وہ پاکیزہ نسل پروان چڑھے جس کے لئے ماؤں نے پیدائش سے پہلے ہی دعائیں مانگیں اور جو آئندہ زمانے میں اُن دعاؤں کی تاثیر سے بار آور ثابت ہوئے۔ اِن مثالوں کو حقیقی رنگ دینے کے لئے ہمیں مادرِ مریم جیسا اسوۂ اپنانا ہو گا، جو کہ ایک مشکل راستہ تو ہے لیکن ناممکن نہیں۔ ہمارے سامنے ہمارے پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُنکی ازواجِ مطہرات ؓ، حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور سیّدہ حضرت اماں جانؓ اور خلفائے احمدیت کے اعلیٰ ترین نمونے موجود ہیں، جن پر عمل کر کے ہم اپنی، اور اپنی آئندہ نسلوں کی مثالی تربیت کر سکتی ہیں اور باری تعالیٰ کی عبودیت کا حق ادا کر سکتی ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اس رسالہ میں آپ کے سامنے تربیتی اولاد کے حوالے سے کچھ مضامین پیش خدمت ہیں۔ ان سے فائدہ اُٹھائیں اور اپنی تحریرات بھی بھجوائیں۔

مدیرہ اُردو

رسالہ النساء کے لئے اپنی تحریرات درج ذیل ای میل ایڈریس پر بھجوائیں۔ ishaat@lajna.ca

خطبہ جمعہ

قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر بچوں کی پیدائش سے پہلے سے لیکر تربیت کے مختلف دوروں میں سے جب بچہ گزرتا ہے تو اس کے لئے دعائیں بھی سکھائی ہیں اور تربیت کا طریق بھی بتایا ہے اور والدین کی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔

اولاد کے نیک ہونے اور زمانے کے بد اثرات سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ اولاد کی خواہش اور اولاد کی پیدائش سے بھی پہلے مرد عورت دونوں نیکیوں پر عمل کرنے والے ہوں۔

واقفینِ نو کے والدین کو بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے کہ اپنے بچوں کو دین کیطرف توجہ دلائیں

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 14 جولائی 2017ء بمطابق 14 / وفا 1396 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

بہت سی عورتیں مرد لکھتے ہیں اور ملیں، ملاقات کریں تب زبانی بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں اولاد ہونے والی ہے اس کے لئے دعا کریں۔ یا یہ کہ ہم اس پیدا ہونے والی اولاد کے لئے کیا دعا کریں۔ یا پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ ہماری اولاد ہے، بچے ہیں اور بچپن سے جوانی کی طرف بڑھ رہے ہیں، اس میں قدم رکھنے والے ہیں، ان کی تربیت کی فکر رہتی ہے ان کے لئے کیا دعا کریں؟ کس طرح ان کی تربیت کریں کہ ہمارے بچے صحیح راستے پر اور نیکیوں پر قائم رہیں؟ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی اکثریت یہ سوچ رکھتی ہے اور ان کو یہ توجہ ہے یا کم از کم فکر ہے کہ کس طرح اپنے بچوں کی تربیت کرنی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا ہم احمدیوں پر بہت بڑا فضل اور احسان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی وجہ سے ہماری سوچیں اس زمانے میں جبکہ دنیا کی خواہشات نے ہر ایک کو گھیرا ہوا ہے، یہ ہیں کہ ہم اپنی اولاد کے لئے صرف دنیا کی فکر نہیں کرتے بلکہ دین کی بہتری کا بھی خیال پیدا ہوتا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ہم مسلمانوں پر احسان فرمایا ہے بشرطیکہ مسلمان اس طرف توجہ دیتے ہوئے اس پر عمل کرنے والے ہوں کہ قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر بچوں کی پیدائش سے پہلے سے لے کر تربیت کے مختلف دَوروں میں سے جب بچہ گزرتا ہے تو اس کے لئے دعائیں بھی سکھائی ہیں اور تربیت کا طریق بھی بتایا ہے اور والدین کی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ اگر ہم یہ دعائیں کرنے والے اور اس طریق کے مطابق اپنی زندگی گزارنے والے اور اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دینے والے ہوں تو ایک نیک نسل آگے بھیجنے والے بن سکتے ہیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ بچوں کی تربیت کوئی آسان کام نہیں اور خاص طور پر اس زمانے میں جب قدم قدم پر شیطان کی پیدا کی ہوئی دلچسپیاں مختلف رنگ میں ہر روز ہمارے سامنے آ رہی ہوں تو یہ بہت مشکل کام ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جب دعائیں اور طریق بتائے ہیں تو اس لئے کہ اگر ہم چاہیں تو خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی شیطان کے حملوں سے بچا سکتے ہیں لیکن اس کے لئے مسلسل دعاؤں، اللہ تعالیٰ کی مدد اور محنت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ ایک مسلسل جہاد کی ضرورت ہے۔ اور حقیقی مومن سے یہی توقع کی جاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جُڑ کر اپنے آپ کو بھی اور اپنی اولاد کو بھی شیطان کے حملوں سے بچائے نہ کہ مایوس ہو جائے یا تھک جائے اور خوفزدہ ہو کر منفی سوچوں کو اپنے اوپر طاری کر لے۔

منفی سوچ کی ایک فکر انگیز مثال گزشتہ دنوں ایک خط میں میرے سامنے آئی جب ایک شخص نے لکھا کہ آج کل کی دنیا میں پیسے کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ غیر اخلاقی سرگرمیوں کی انتہا ہوئی ہوئی ہے۔ منشیات کی نئی نئی قسمیں اور ان کا

استعمال عام ہو رہا ہے۔ معاشرے کی عمومی بے راہ روی بڑھتی چلی جا رہی ہے لکھنے والا کہتا ہے کہ اس وجہ سے میں نے سوچا کہ شادی تو بیشک کروں یا شادی ہوئی ہوئی ہے تو بہتر یہی ہے کہ بے اولاد رہوں۔ اولاد نہ ہو۔ یہ انتہائی مایوس کن سوچ ہے۔ گویا شیطان سے ہار مان کر اس کو تمام طاقتوں کا منبع اور حامل سمجھ کر یہ بات کی جا رہی ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ میں کوئی طاقت نہیں کہ اولاد کی تربیت کے لئے ہماری کوششوں میں، ہماری دعاؤں میں برکت ڈالے (نعوذ باللہ) اور ہماری اولاد کو اور ہمیں شیطان کے حملوں سے بچائے، چاہے جتنی بھی ہم کوشش کر لیں اور دعائیں کر لیں۔ گویا دوسرے لفظوں میں ہم شیطان کے چیلوں کو کھلی چھٹی دینے والے بن جائیں اور مومنین کی نسل آہستہ آہستہ ختم ہو جائے۔ یہ سوچ انتہائی خطرناک اور مایوس کُن سوچ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو ماننے والے کی ایسی سوچ نہیں ہو سکتی اور نہ ہونی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس انقلاب کے پیدا کرنے کے لئے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے اس کا حصہ بننے کے لئے ہم نے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کو استعمال کرنا ہے اور اپنی نسل میں بھی اس روح کو پھونکنا ہے۔ جو ہمارے مقاصد ہیں ان کے لئے دعائیں بھی کرنی ہیں۔ ان کی تربیت بھی کرنی ہے کہ معاشرے کے ان سب گندوں اور غلاظتوں کے باوجود ہم نے شیطان کو کامیاب نہیں ہونے دینا۔ اور دنیا میں خدا تعالیٰ کی حکومت قائم کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

پس مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں بلکہ ایک عزم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نیک اولاد کے لئے ہمیں قرآن کریم میں دعائیں سکھائی ہیں جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا۔

ایک جگہ حضرت زکریا علیہ السلام کے ذریعہ دعا سکھائی اور وہ دعا یہ ہے کہ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ (آل عمران:39) اے میرے رب مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت، اولاد عطا کر۔ یقیناً تُو بہت دعائیں سننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود یہ دعا سکھائی کہ مَیں دعائیں سننے والا ہوں۔ اس لئے تم بھی کہو کہ اے اللہ تُو دعا سننے والا ہے۔ اس لئے ہماری دعائیں قبول کر اور ہمیں پاک اولاد بخش۔

پس جب پاکیزہ اولاد کی خواہش ہو تو اس کے لئے دعا بھی ہونی چاہئے لیکن ساتھ ہی ماں باپ کو بھی ان پاکیزہ خیالات کا اور نیک اعمال کا حامل ہونا چاہئے جو نیکوں اور انبیاء کی صفت ہیں۔ ہر ماں اور باپ کو وہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض دفعہ مائیں دینی امور کی طرف توجہ دینے والی ہوتی ہیں، عبادات کرنے والی ہوتی ہیں تو مرد نہیں ہوتے۔ بعض جگہ مرد ہیں تو عورتیں اپنی ذمہ داری پوری نہیں کر رہیں۔ اولاد کے نیک ہونے اور زمانے کے بد اثرات سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ اولاد کی خواہش اور اولاد کی پیدائش سے بھی پہلے مرد عورت دونوں نیکیوں پر عمل کرنے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے واقعات میں ایک واقعہ ملتا ہے جس میں اولاد ہونے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک شخص کے لئے دعا ہے۔ لیکن اس دعا کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مشروط کر دیا اور مشروط کیا اس شخص کے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے سے۔ وہ شخص ابھی احمدی بھی نہیں تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں نہیں آیا تھا لیکن شاید اس کی کوئی نیکی تھی جس کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے لئے دعا کی۔ یہ منشی عطا محمد صاحب پٹواری ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں غیر احمدی تھا۔ دین سے دُور ہٹا ہوا تھا۔ ان کے ایک دوست تھے وہ انہیں احمدیت کی تبلیغ کیا کرتے تھے لیکن کہتے ہیں میں نے کبھی توجہ نہیں کی۔ ایک دن انہوں نے مجھے بہت زیادہ اس بارے میں کہا اور میرے پیچھے پڑ گئے کہ میری باتیں سنو اور ان پہ غور کرو۔ مَیں نے کہا اچھا اگر آپ یہی کہتے ہیں تو میں آپ کو ایک دعا کے لئے کہتا ہوں۔ اگر وہ سنی گئی تو پھر میں غور کروں گا۔ آپ کہتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں تو ان کو میرے لئے دعا کے لئے کہیں اور دعا اس بات کی ہے کہ میری تین بیویاں ہیں کسی کی اولاد نہیں ہے۔ ایک کے بعد دوسری شادی مَیں نے کی تا کہ اولاد پیدا ہو۔ یہ دعا کریں کہ مجھے بیٹا عطا ہو اور بیٹا بھی پہلی بیوی سے ہو۔ کہتے ہیں یہ خط انہوں نے میری طرف سے لکھ دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب کی طرف سے جواب آیا کہ حضور نے دعا کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کی ہے اور فرمایا کہ آپ کو بیٹا عطا ہو گا لیکن شرط یہ ہے کہ آپ زکریا والی توبہ کریں۔ منشی صاحب کہتے ہیں مَیں ان دنوں میں سخت بے دین تھا۔ شرابی کبابی اور راشی ہوا کرتا تھا۔ رشوت لینا میرا عام کام تھا۔ مجھے کیا پتا ہونا تھا کہ زکریا والی توبہ کیا ہوتی ہے۔ کہتے ہیں میں یہ پتا کرنے کے لئے کہ زکریا والی توبہ کیا ہے مسجد میں گیا تو مسجد کا امام مجھے مسجد میں دیکھ کر حیران ہوا کہ یہ شرابی کبابی کہاں سے آ گیا۔ لیکن بہر حال جب مَیں نے سوال کیا تو میرے سوال کا وہ جواب نہیں دے سکا۔ کہتے ہیں پھر مَیں مولوی فتح دین صاحب احمدی کے پاس دوسرے گاؤں میں گیا۔ ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا

کہ زکریا والی توبہ بس یہ ہے کہ بے دینی چھوڑ دو۔ حلال کھاؤ۔ نماز روزے کے پابند ہو جاؤ اور مسجد میں زیادہ آیا کرو۔ کہتے ہیں یہ سن کر مَیں نے ایسا کرنا شروع کر دیا۔ شراب چھوڑ دی۔ رشوت لینی بند کر دی۔ نماز روزے کا پابند ہو گیا۔ کہتے ہیں چار پانچ مہینے کا عرصہ گزرا ہو گا کہ ایک دن میری بڑی بیوی رونے لگی۔ خیر اس کو دائی سے چیک کروایا تو اس نے جو بات کی اور وہ اس طرف شک کا اظہار تھا کہ شاید اولاد ہونے والی ہے۔ بہر حال اس کی بات سن کر میں نے اس سے کہا کہ میں نے مرزا صاحب سے دعا کروائی ہے۔ یہ اولاد ہونے کی نشانی ہے۔ شک والی کوئی بات نہیں۔ کہتے ہیں کچھ عرصہ بعد حمل کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے تو مَیں نے لوگوں کو بتانا شروع کر دیا کہ میرے بیٹا پیدا ہو گا اور صحتمند اور خوبصورت بھی ہو گا۔ چنانچہ بیٹا پیدا ہوا۔ اور کہتے ہیں اس کے بعد میں نے بیعت کر لی اور اس علاقے کے بہت سے اَور لوگوں نے بھی بیعت کی۔

(ماخوذ از سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 220-221 روایت نمبر 241)

تو اللہ تعالیٰ کسی کا انجام بخیر کرنا چاہتا ہے تو اس طرح بھی ہوتا ہے کہ اولاد کی خواہش اور اولاد ہونا ان کی اصلاح اور پاک تبدیلی کا باعث بن گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی دعا کی قبولیت کو ان میں پاک تبدیلی کے ساتھ مشروط کیا تھا۔ تو بہر حال جہاں زکریا کی دعا ہم اپنی اولاد کے لئے کرتے ہیں وہاں ہمیں اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی بھی ضرورت ہے۔

لیکن اس ضمن میں یہ بھی بتا دوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک اور شخص کا معاملہ پیش ہوا کہ وہ کہتا ہے کہ میرے لئے دعا کریں بیٹا پیدا ہو یا اولاد ہو تب مَیں احمدی ہو جاؤں گا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ہے۔ مَیں نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ لوگوں کے ہاں بچے پیدا کروانے کے لئے مَیں آیا ہوں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 115۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اس کے حالات بالکل مختلف تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو بہر حال نبی تھے ان کی نظر اس کے بارہ میں وہاں تک پہنچی کہ یہ شرط ایسی ہے کہ جو ٹھوکر کا بھی موجب ہو سکتی ہے لیکن یہاں اللہ تعالیٰ نے اس شخص کا انجام بخیر بھی کرنا تھا اور کوئی نیکی بھی ہو گی تو یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کر کے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کے اس کو بیٹے کی خبر بھی دے دی۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ ہر چیز کو ہر چیز سے مشروط نہیں کیا جاتا۔ احمدی ہونے کو دعا سے مشروط نہیں کیا جاتا۔ بعض دفعہ لوگ مجھے بھی لکھتے ہیں کہ یہ ہو گا تو تب ہم احمدی ہوں گے۔ تو شرطیں لگا کے احمدی ہونا کوئی دین کو قبول کرنے والی بات نہیں ہے بلکہ اپنی شرائط پر اللہ تعالیٰ کو منوانا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تو کسی کی شرطوں پر کسی کی ہدایت کا سامان پیدا نہیں کرتا۔ ہمیں ہدایت پہ چلنے کی ضرورت ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری۔ بہر حال جیسا کہ میں نے کہا کہ جہاں ہم اپنی اولاد کے لئے دعا کرتے ہیں وہاں ہمیں اپنے اندر بھی پاک تبدیلی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

قرآن کریم میں حضرت زکریا کے حوالے سے سورۃ الانبیاء میں اس دعا کا بھی ذکر ملتا ہے کہ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ (الانبیاء:90) کہ اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تُو سب وارثوں سے بہتر ہے۔ اس دعا میں بھی جب اللہ تعالیٰ کو خیر الوارثین کہا ہے تو واضح ہے کہ اولاد کی دعا صرف اس لئے نہیں کہ اولاد ہو جائے اور وارث پیدا ہو جائیں جو دنیاوی معاملات کے وارث ہوں بلکہ ایسے وارث اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوں جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہوں اور ظاہر ہے ایسی دعا وہی لوگ مانگ سکتے ہیں جو خود بھی دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہیں۔ اگر دنیاداری میں انسان ڈوبا ہوا ہے تو نیک وارث کس طرح مانگے گا۔ اگر کوئی عورت صرف اس لئے اولاد کی خواہش کر رہی ہے کہ عورت کا اولاد کی خواہش کرنا ایک فطری تقاضا ہے یا پھر بعض اوقات اس لئے خواہش کر رہی ہے کہ خاوند کی خواہش ہوتی ہے تو ایسی اولاد پھر بعض دفعہ ابتلا کا موجب بن جاتی ہے۔ اولاد کی خواہش بڑی جائز خواہش ہے لیکن ساتھ ہی نیک وارث پیدا ہونے کی بھی دعا کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ اولاد کی خواہش صرف وارث بنانے کے لئے نہ کرو بلکہ نیک، صالح اور خادم دین وارث بنانے کے لئے کرو ورنہ اولاد بھی ابتلاء کا باعث بن سکتی ہے، ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ:

”اولاد کا ابتلا بھی بہت بڑا ابتلا ہے۔ اگر اولاد صالح ہو تو پھر کس بات کی پروا ہو سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (الاعراف:197) یعنی اللہ تعالیٰ آپ صالحین کا متولّی اور متکفّل ہوتا ہے۔ (انسان) اگر بدبخت ہے تو خواہ لاکھوں روپیہ اس کے لئے چھوڑ جاؤ“ (یا اولاد بدبخت ہے تو لاکھوں روپیہ اس کے لئے چھوڑ جاؤ) ”وہ بدکاریوں میں تباہ کر کے پھر قلّاش ہو جائے گی اور ان مصائب اور مشکلات میں پڑے گی جو اس کے لئے لازمی ہیں۔ جو شخص اپنی رائے کو خدا تعالیٰ کی رائے اور منشاء سے متفق کرتا ہے وہ اولاد کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے“۔ (اللہ تعالیٰ کی رائے اور منشا کیا ہے؟ یہی کہ دین کو دنیا پر مقدم کرو۔ اگر یہ

ہو گا تو پھر آپ نے فرمایا کہ اولاد کی طرف سے پھر مطمئن ہو جاتا ہے کیونکہ پھر ایسا انسان اپنی اولاد کے لئے دعا بھی کرتا ہے اور اس کی تربیت کی کوشش بھی کرتا ہے۔) آپ فرماتے ہیں ”اور وہ اسی طرح پر ہے کہ اس کی صلاحیت کے لئے کوشش کرے اور دعائیں کرے۔ اس صورت میں خود اللہ تعالیٰ اس کا تکفّل کرے گا اور اگر بد چلن ہے تو پھر جائے جہنم میں۔ اس کی پرواہ تک نہ کرے۔“

پھر ایک جگہ آپ اسی اولاد کے ضمن میں (اسی مضمون) کو جاری رکھتے ہوئے) نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

”پس خود نیک بنو اور اور اپنی اولاد کے لئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کے لئے سعی اور دعا کرو۔ جس قدر کوشش تم ان کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 109۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اولاد کو دین سکھانے اور دین سے منسلک رکھنے کے لئے، ان کی دینی تربیت کی طرف کم از کم اتنی کوشش تو انسان کی ہو جتنی دنیاوی کوششیں ہوتی ہیں۔ دنیا کی طرف زیادہ کوشش ہوتی ہے اور دین کی طرف بہت کم کوشش۔ اسی وجہ سے پھر بعض لوگوں کو ابتلاء بھی آتے ہیں۔ مشکلات میں بھی پڑتے ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو اولاد کی خواہش ہوتی ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ ”بعض اوقات صاحب جائیداد لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ کوئی اولاد ہو جاوے جو اس جائیداد کی وارث ہو“۔ گویا کہ اولاد کی خواہش صرف جائیداد کے لئے ہے ”تا کہ جائیداد غیروں کے ہاتھ میں نہ چلی جاوے“۔ آپ فرماتے ہیں ”مگر وہ نہیں جانتے کہ جب مر گئے تو شرکاء کون اور اولاد کون؟“ سبھی غیر بن جاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ”اولاد کے لئے اگر خواہش ہو تو اس غرض سے ہو کہ وہ خادمِ دین ہو۔“ (ماخوذ از ملفوظات جلد 8 صفحہ 110۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں یہ بھی دعا سکھائی کہ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (الاحقاف:16) کہ میرے لئے میری ذریّت کی بھی اصلاح کر دے۔ یقیناً مَیں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور بلا شبہ مَیں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ یہاں اولاد کی اصلاح کرنے کی دعا کی ہے تو ساتھ اس بات کا بھی اقرار کیا ہے کہ میں تیری طرف رجوع کرنے والوں اور فرمانبرداروں میں سے بنوں یا ہوں۔ پس اولاد کے لئے جب دعا ہو تو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل اور اللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری ضروری ہے تبھی دعا قبول ہوتی ہے۔ پس ماں کی بھی اور باپ کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ بچوں کی اصلاح کے لئے، ان کی تربیت کے لئے مستقل اللہ تعالیٰ سے اپنی اولاد کی بہتری کے لئے دعا مانگتے رہیں اور اپنے نمونے اولاد کے لئے قائم کریں۔ اگر اپنے نمونے اس تعلیم کے خلاف ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دی ہے، اگر اپنے نمونے اس نصیحت کے خلاف ہیں جو ماں باپ بچوں کو کرتے ہیں تو پھر اصلاح کی دعا میں نیک نیتی بھی نہیں ہوتی۔ اور جب اس طرح کا عمل نہ ہو تو پھر یہ شکوہ بھی غلط ہے کہ ہم نے اپنی اولاد کے لئے بہت دعا کی تھی لیکن پھر بھی وہ بگڑ گئی یا ہمیں ابتلاء میں ڈال دیا۔

پھر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ایک بڑی جامع دعا بیان فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو شیطان کے حملوں سے بچنا چاہتے ہیں اور بچتے ہیں، جو رحمان خدا کے بندے بننا چاہتے ہیں ان کی جو بعض خصوصیات ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ یہ دعا کرتے ہیں کہ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا (الفرقان:75) کہ اے ہمارے رب ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔ یہ دعا اولاد کے لئے اور اپنے جیون ساتھیوں کے لئے مَردوں کو بھی کرنی چاہئے اور عورتوں کو بھی۔ جب عورت اور مرد نیک اور صالح اولاد کی خواہش رکھتے ہوئے دعا کرتے ہیں تو پھر اولاد کی پیدائش کے بعد بھی ان کے کام ختم نہیں ہو جاتے بلکہ ماں بھی اور باپ بھی، بیوی بھی اور خاوند بھی اپنے اپنے دائرے میں نگران اور امام ہیں۔ اور یہ حق اسی وقت ادا ہو گا جب خود بھی تقویٰ پر چلنے والے ہوں گے اور بچوں کے لئے دعا کرنے والے ہوں گے اور اپنے اعمال کو بھی دیکھنے والے ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس آیت کے حوالے سے بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ”نکاح سے ایک اور غرض بھی ہے جس کی طرف قرآن کریم میں یعنی سورۃ الفرقان میں اشارہ ہے اور وہ یہ ہے وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا (الفرقان:75) یعنی مومن وہ ہیں جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے خدا! ہمیں اپنی بیویوں کے بارے میں اور فرزندوں کے بارے میں دل کی ٹھنڈک عطا کر اور ایسا کر کہ ہماری بیویاں اور ہمارے فرزند نیک بخت ہوں اور ہم ان کے پیش رَو ہوں۔“ (آریہ دھرم، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 23)

پس یہاں پھر آپ نے ماں باپ کو اس دعا کے ساتھ اپنے عمل دکھانے کی ہدایت فرما دی کہ ہم ان کے پیش رَو ہوں۔ پیش رَو ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہم عملی

نمونے قائم کرنے والے بنیں۔ پس قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ بار بار ہر دعا کے ساتھ اس بات کا اعادہ اور تلقین فرماتا ہے کہ اگر تمہیں صالح اولاد کی خواہش ہے تو اپنے عملوں کی طرف نظر رکھو۔

پھر اس بات کے ذکر میں کہ اولاد کی خواہش کیوں ہوتی ہے اور کیوں ہونی چاہئے اور انسان کی پیدائش کا جو مقصد ہے اس کو بھی اولاد کی خواہش کرتے ہوئے سامنے رکھنا چاہئے یا اولاد کی پیدائش کے وقت بھی سامنے رکھنا چاہئے اور اپنے اعمال پر بھی نظر رکھنی چاہئے، اپنی اصلاح کی بھی فکر ہونی چاہئے تا کہ اولاد بھی نیک صالح ہو، نہ کہ صرف دولت اور املاک کی وارث بنانے کے لئے اولاد پیدا کی جائے۔ اور یہ دعا کس ترتیب سے اور کس طرح کرنی چاہئے، ان سب باتوں کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''انسان کو سوچنا چاہئے کہ اسے اولاد کی خواہش کیوں ہوتی ہے؟ کیونکہ اس کو محض طبعی خواہش ہی تک محدود نہ کر دینا چاہئے کہ جیسے پیاس لگتی ہے یا بھوک لگتی ہے۔ لیکن جب یہ ایک خاص اندازے سے گزر جاوے تو ضرور اس کی اصلاح کی فکر کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات:57) اب اگر انسان خود مومن اور عبد نہیں بنتا ہے اور اپنی زندگی کے اصل منشاء کو پورا نہیں کرتا ہے اور پورا حقِّ عبادت ادا نہیں کرتا بلکہ فسق و فجور میں زندگی بسر کرتا ہے اور گناہ پر گناہ کرتا ہے تو ایسے آدمی کی اولاد کے لئے خواہش کیا نتیجہ رکھے گی۔ صرف یہی کہ گناہ کرنے کے لئے وہ اپنا ایک اَور خلیفہ چھوڑنا چاہتا ہے۔ خود کونسی کمی کی ہے جو اولاد کی خواہش کرتا ہے''۔ فرمایا ''پس جب تک اولاد کی خواہش محض اس غرض کے لئے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے اور باقیاتِ صالحات کی بجائے اس کا نام باقیاتِ سیئات رکھنا جائز ہو گا''۔ (نیک صالح اولاد نہیں ہو گی جو پیچھے رہنے والی ہو بلکہ برائیاں کرنے والی چیز پیچھے چھوڑ کے جائیں۔) فرمایا ''لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مَیں صالح اور خداترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں'' (بڑی اچھی خواہش ہے) ''تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہو گا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔'' (خواہش تو نیک اولاد کی ہو لیکن خود اپنے عمل اس سے مختلف ہوں۔ بہت سارے لوگ ہیں، آتے ہیں اور کہتے ہیں دعا کریں۔ نیک اولاد ہو۔ صالح اولاد ہو۔ اپنی نمازوں کے بارے میں یہی ان کا جواب ہوتا ہے کہ کوشش کرتے ہیں کہ پوری نمازیں پڑھیں۔ جنہوں نے فرائض نماز بھی ادا نہیں کرنے ان کی نیکی کی کیا حالت ہو سکتی ہے۔) آپ فرماتے ہیں کہ ''اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعویٰ میں کذّاب ہے۔'' (جھوٹا ہے۔) ''صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بنا وے تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہو گی اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہو گی کہ اس کو باقیاتِ صالحات کا مصداق کہیں۔ لیکن اگر یہ خواہش صرف اس لئے ہو کہ ہمارا نام باقی رہے اور وہ ہمارے اَملاک و اسباب کی وارث ہو یا وہ بڑی نامور اور مشہور ہو اس قسم کی خواہش'' (آپ فرماتے ہیں) ''میرے نزدیک شرک ہے۔''

پھر اس کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ''ایک اَور بات ہے کہ اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور ان کو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں۔ نہ کبھی ان کے لئے دعا کرتے ہیں اور نہ مراتب تربیت کو مدّ نظر رکھتے ہیں''۔ دعا کی طرف بھی بہت کم توجہ ہے۔ تربیت کی طرف جو توجہ ہونی چاہئے وہ بھی نہیں ہے۔) فرمایا کہ ''میری اپنی تو یہ حالت ہے'' اپنے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا''۔ فرمایا کہ ''بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بری عادتیں سکھا دیتے ہیں۔ ابتدا میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں تو ان کو تنبیہ نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بیباک ہوتے جاتے ہیں''۔ اگر اولاد کو شروع میں نہیں روکیں گے، ان کو نہیں سمجھائیں گے۔ شروع شروع میں پیار سے بھی سمجھایا جاتا ہے تو پھر آہستہ آہستہ وہ برائیوں میں بڑھتی چلی جاتی ہے۔

پھر ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ''لوگ اولاد کی خواہش تو کرتے ہیں مگر نہ اس لئے کہ وہ خادم دین ہو بلکہ اس لئے کہ دنیا میں ان کا کوئی وارث ہو اور جب اولاد ہوتی ہے تو اس کی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا۔ نہ اس کے عقائد کی اصلاح کی جاتی ہے۔'' (دین سکھانا بھی ضروری ہے۔

یہ نہیں ہے کہ باہر سے وقت نہیں ملا۔ دنیاوی پڑھائی میں مصروف ہیں، دنیاوی کاموں میں مصروف ہیں اس لئے نہ خود دین سکھانے کی طرف توجہ دی، نہ بچوں کے لئے کوئی انتظام کیا۔ عقائد سکھانا دین سکھانا بڑا ضروری ہے۔) فرمایا ''اور نہ اخلاقی حالت کو درست کیا جاتا ہے''۔ اب اخلاق کے بھی معیار ہیں۔ یہاں اخلاق کے معیار کچھ اور ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جو دین میں اخلاقی معیار سکھائے ہیں وہ بہت اعلیٰ معیار ہیں۔ صرف دنیاوی اخلاقی معیار نہیں بلکہ وہ اخلاقی معیار ہمیں تلاش کرنے چاہئیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھائے ہیں، جو اسلام ہمیں سکھاتا ہے، جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے ثابت کر کے ہمیں دکھایا ہے۔ اور وہ اخلاقی معیار ہیں جو ہم نے آگے اپنی نسلوں میں قائم کرنے ہیں۔)

آپ نے فرمایا کہ: ''یاد رکھو کہ اس کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جو اَقرب تعلقات کو نہیں سمجھتا۔ جب وہ اس سے قاصر ہے تو اور نیکیوں کی امید اس سے کیا ہو سکتی ہے''۔ فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے اولاد کی خواہش کو اس طرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے۔ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان:75) یعنی خدا تعالیٰ ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرماوے اور یہ تب ہی میسر آ سکتی ہے کہ وہ فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عباد الرحمن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر ایک شئے پر مقدم کرنے والے ہوں۔ اور آگے کھول کر کہہ دیا وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔ اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ ان کا امام ہی ہو گا۔ اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے۔'' (ملفوظات جلد 2 صفحہ 370 تا 373۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) یعنی اپنے آپ کے متقی ہونے کے لئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ پر چلنے والا بنائے اور آگے پھر اولاد کے بھی متقی ہونے کی دعا ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ اولاد کی پرورش ''محض رحم کے لحاظ سے کرے، نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے۔ بلکہ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا کا لحاظ ہو کہ یہ اولاد دین کی خادم ہو''۔ آپ فرماتے ہیں: ''لیکن کتنے ہیں جو اولاد کے واسطے یہ دعا کرتے ہیں کہ اولاد دین کی پہلوان ہو۔ بہت ہی تھوڑے ہوں گے جو ایسا کرتے ہوں''۔ فرمایا کہ ''اکثر تو ایسے ہیں کہ وہ بالکل بے خبر ہیں کہ وہ کیوں اولاد کے لئے یہ کوششیں کرتے ہیں اور اکثر ہیں جو محض جانشین بنانے کے واسطے۔ اَور کوئی غرض ہوتی ہی نہیں۔ صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شریک یا غیر ان کی جائیداد کا مالک نہ بن جاوے۔ مگر یاد رکھو کہ اس طرح پر دین بالکل برباد ہو جاتا ہے۔ غرض اولاد کے واسطے صرف یہ خواہش ہو کہ وہ دین کی خادم ہو۔'' (ملفوظات جلد 6 صفحہ 381-382۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) اور خاص طور پر واقفین نَو کے والدین کو بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے کہ اپنے بچوں کو دین کی طرف توجہ دلائیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ''مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں وہ محض دنیا کے لئے کرتے ہیں۔ محبت دنیا ان سے کراتی ہے۔ خدا کے واسطے نہیں کرتے۔ اگر اولاد کی خواہش کرے تو اس نیّت سے کرے وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا پر نظر کر کے کرے کہ کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جائے جو اعلائے کلمۃ الاسلام کا ذریعہ ہو۔ جب ایسی پاک خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ زکریا کی طرح اولاد دیدے۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی نظر اس سے آگے نہیں جاتی کہ ہمارا باغ ہے یا اَور مِلک ہے وہ اس کا وارث ہو اور کوئی شریک اس کو نہ لے جائے۔ مگر وہ اتنا نہیں سوچتے کہ کمبخت جب تُو مر گیا تو تیرے لئے دوست دشمن، اپنے بیگانے سب برابر ہیں''۔ فرماتے ہیں کہ ''مَیں نے بہت سے لوگ ایسے دیکھے اور کہتے سنے ہیں کہ دعا کرو کہ اولاد ہو جائے جو اس جائیداد کی وارث ہو۔ ایسا نہ ہو کہ مرنے کے بعد کوئی شریک لے جاوے۔ اولاد ہو جائے خواہ وہ بدمعاش ہی ہو۔ یہ معرفت اسلام کی رہ گئی ہے۔'' (ملفوظات جلد 6 صفحہ 351-352۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

عام مسلمانوں میں تو یہ بڑا عام ہے۔ اور اسی وجہ سے خاص طور پر لڑکوں کی پیدائش کے لئے بڑی توجہ دی جاتی ہے کہ لڑکا پیدا ہو جائے اور لڑکے جو ہیں وہ اپنی بہنوں کو اور اپنے والدین، اپنی بیٹیوں کو جائیداد نہیں دیتے اور ساری جائیداد کا وارث لڑکوں کو بنا دیتے ہیں جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے اور پھر وہ لڑکے بھی اس جائیداد کو ضائع کر دیتے ہیں۔ تو یہ تو دنیا میں ہم دیکھتے ہیں اور آج بھی مثالیں ملتی ہیں۔ بہرحال جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ خاص طور پر جو واقفین نو کے ماں باپ ہیں ان کو اپنے بچوں کی تربیت کی طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہئے اور ان کے لئے دعا بھی اس مقصد کے لئے کرنی چاہئے کہ وہ بڑے ہو کر دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ وقف کرنے والے ہوں۔ یہ نہیں کہ صرف وقف نو کا ٹائٹل لگا دیا اور بڑے ہو کر کہہ دیا کہ ہم تو اپنے کام کر رہے ہیں۔ بلکہ جو واقفین نَو ہیں وہ پہلے جماعت سے پوچھیں کہ جماعت کو ضرورت ہے کہ نہیں اور اگر جماعت ان کو اپنے کام کرنے کی اجازت دیتی ہے

تو کریں ورنہ ان کو خالصتاً اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور والدین کے عہد کو پورا کرتے ہوئے اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنا چاہئے۔

پس اولاد کے لئے دعا اور خواہش اس سوچ کے ساتھ اور اس دعا کے ساتھ ہونی چاہئے کہ ایسی اولاد ہو جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی ہو۔ جو ہماری یعنی ماں باپ کی اور خاندان کی عزت قائم کرنے والی ہو۔ اپنے دادا پڑدادا کے نام کی عزت قائم کرنے والی ہو۔ بہت سے ایسے خاندان ہیں جن کے باپ دادا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ صرف ان کی اولاد ہونا ہی کافی نہیں۔ بڑے لوگ بڑے فخر سے بتاتے ہیں۔ اچھی بات ہے۔ لیکن فخر تب ہونا چاہئے کہ وہ نیکیاں بھی جاری ہوں۔ اولاد ہونا کافی نہیں ہے بلکہ ماں باپ کا یہ بھی کام ہے کہ اپنی اولاد کے لئے یہ بھی دعا کریں کہ وہ ان کی نیکیاں، باپ دادا کی نیکیاں قائم کرنے والے بھی ہوں اور جب یہ دعا ماں باپ کر رہے ہوں گے تو اپنے پر بھی نظر رکھیں گے کیونکہ ہم اپنے باپ دادا کے نام کو زندہ رکھنے والے تبھی بن سکتے ہیں جب ہم اپنے اعمال پر بھی نظر رکھنے والے ہوں۔ پس اپنے جائزوں کے ساتھ ہر ایک کو آخری وقت تک بچوں کی نیک فطرت اور صالح ہونے کے لئے دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''خدا تعالیٰ کی نصرت انہی کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں۔'' فرمایا ''ایک جگہ ٹھہر نہیں جاتے اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔'' اور انجام بخیر کے لئے آپ نے فرمایا کہ ''اپنے لئے اور اپنے بیوی بچوں کے لئے مستقل دعا کرتے رہنا چاہئے۔''

پھر آپ ہمیں نصیحت فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''وہ کام کرو جو اولاد کے لئے بہترین نمونہ اور سبق ہو۔'' (یہ والدین کا کام ہے۔) فرمایا ''اور اس کے لئے ضروری ہے کہ سب سے اوّل خود اپنی اصلاح کرو۔ اگر تم اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیز گار بن جاؤ گے اور خدا تعالیٰ کو راضی کر لو گے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے گا''۔ فرمایا کہ ''قرآن شریف میں خضر اور موسیٰ علیہما السلام کا قصہ درج ہے کہ ان دونوں نے مل کر ایک دیوار کو بنا دیا جو یتیم بچوں کی تھی۔ وہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا (الکہف:83) ان کا والد صالح تھا۔ یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ آپ کیسے تھے۔'' (بچے کیسے تھے، بلکہ ماں باپ کا ذکر کیا۔) فرمایا کہ ''پس اس مقصد کو حاصل کرو۔ اولاد کے لئے ہمیشہ اس کی نیکی کی خواہش کرو'' (ملفوظات جلد 8 صفحہ 110۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) تو پھر اللہ تعالیٰ اولاد کی بہتری کے لئے اور ان کے رزق کے لئے بھی سامان پیدا فرماتا رہے گا۔

پس یہ وہ بنیادی اصول ہے جس کی طرف بار بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توجہ دلائی ہے اور یہ قرآنی تعلیم کی ہی وضاحت ہے کہ ماں باپ کا اپنا نمونہ ہی بچوں کی تربیت میں کردار ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم میں سے ہر ایک اولاد کے لئے بہترین نمونہ بننے والے ہوں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا کرنے والے ہوں۔ بعض لوگوں کی عادتیں ہوتی ہیں کہ دوسروں کی طرف دیکھتے رہتے ہیں کہ وہ کیسا ہے تو دوسروں کی طرف نظر رکھنے کی بجائے اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینے والے ہوں اور تقویٰ پر چلنے والے ہوں۔ تبھی ہم آگے نیک نسل بھی چلا سکتے ہیں۔ اپنی اولاد کے لئے مستقل دعائیں کرنے والے ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ ہماری اولاد کو بھی ہمیشہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے رکھے اور پھر یہ سلسلہ آگے بھی چلتا چلا جائے۔

اُسوۂ رسول ﷺ تربیتِ اولاد کی رُو سے

ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل 5 نومبر 2020ء

ماہنامہ ''مشکوٰۃ'' قادیان جون، جولائی 2012ء میں مکرم مولوی سفیر احمد شمیم صاحب نے تربیتِ اولاد کی رُو سے رسول اکرم ﷺ کی سیرت پر روشنی ڈالی ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ بیوی کا انتخاب چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے یعنی مال، حسب و نسب، حسن و جمال یا دین اور اخلاق۔ پھر فرمایا کہ اخلاق اور دین کو مقدّم رکھو ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ ماں کا اثر اولاد کی پیدائش سے بھی پہلے شروع ہو جاتا ہے گویا تربیت کا سلسلہ بھی تب سے ہی شروع ہو جائے گا۔ اسلام نے پیدائش کے بعد تربیت کا آغاز بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت سے شروع کیا۔

پھر بچپن کا زمانہ بھی ماں کے ساتھ ہی گزرتا ہے اور اُسی سے متأثر ہوتا ہے۔ اگر ماں چاہے تو بچے کو جنّت کی طرف رہ نمائی کر دے گویا جنّت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ مَیں ہزاروں گھروں کے حالات کا مطالعہ کر کے اسی نتیجے پر پہنچا کہ اگر بچوں کی ماں نیک ہو اور تربیت کا تھوڑا بہت بھی مادہ رکھتی ہو تو علیٰ قدر مراتب ایسی ماں کے اسّی فیصد بچے نیک نکلتے ہیں سوائے اس کے کہ بڑے ہو کر باہر کی صحبت سے خراب ہو جائیں۔

رسول کریم ﷺ تربیت کی خاطر بچوں کو کبھی سزا نہ دیتے بلکہ بڑی محبت اور پیار کے ساتھ تربیت کرتے اور ان کے لیے دعا کرتے۔ فرمایا کرتے کہ اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ یعنی اپنی اولاد کی عزت کیا کرو۔ کیونکہ اگر کسی غلطی پر بھی محبت سے سمجھانے کی بجائے مارا یا ڈانٹا جائے تو آئندہ وہی غلطی ہو جانے پر بچہ سچ کا دامن چھوڑ دے گا اور جھوٹ بول دے گا۔ حضرت فاطمہؓ جب آپؐ کے پاس آتیں تو آپؐ کھڑے ہو جاتے، اپنی جگہ اُن کو بٹھاتے اور بڑے پیار سے پیش آتے۔

آنحضور ﷺ بچوں کے ساتھ باتیں کرتے، کھیلتے، اُن کی دوڑیں لگواتے اور جیتنے والے کو انعام دیتے۔ کھیل کھیل میں اُن کی تربیت کرتے۔ چھوٹے بچے آپؐ کے کندھے پر چڑھتے، گود میں بیٹھتے۔ آپؐ بچوں کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے تو بھی اُن کو کھانے کے آداب سکھاتے۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آپؐ سے زیادہ بچوں سے محبت کرنے والا نہیں دیکھا۔

آنحضور ﷺ ہمیشہ بچوں کو پہلے سلام کرنے کی کوشش کرتے۔ اس نمونے کی وجہ سے بعد میں بچے بھی آپؐ کو سلام کرنے میں پہل کرنے لگتے۔

حدیث ہے کہ بچہ سات برس کا ہو جائے تو اُس کو نماز پڑھنے کی تلقین کرو، جب دس سال کا ہو جائے اور نماز سے بے رغبتی دکھائے تو ہلکی پھلکی سزا بھی دو۔ کیونکہ جو بچہ خدا سے جُڑ جائے گا وہ دنیا میں کبھی ناکام نہیں ہو گا۔ اور نیک اولاد کو پیچھے چھوڑنے والا صدقہ جاریہ کا مستحق ہو جاتا ہے۔

آنحضور ﷺ بچوں کی تربیت کے لیے حُسنِ سلوک کے ساتھ انصاف کا معاملہ بھی رکھتے۔ ایک بار جب آپؐ حضرت فاطمہؓ کے ہاں گئے ہوئے تھے تو حضرت حسینؓ نے کچھ پینے کے لیے مانگا۔ آپؐ نے ایک بکری کا دودھ دوہنا شروع کیا جس کا دودھ پہلے ہی دوہا جا چکا تھا۔ جب دودھ دوہ لیا تو حضرت حسنؓ بھی آپؐ کے پاس آ گئے۔ لیکن آپؐ نے اُن کو پیچھے ہٹا کر دودھ حضرت حسینؓ کو دے دیا۔ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ آپ کا زیادہ عزیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ پہلے اس نے مانگا تھا۔

ایک مرتبہ آنحضور ﷺ کے دائیں جانب ایک بچہ اور بائیں جانب حضرت ابو بکرؓ تشریف فرما تھے۔ کسی صحابی نے کوئی مشروب پیش کیا تو آپؐ نے کچھ نوش فرمانے کے بعد اُس بچے سے دریافت فرمایا کہ کیا مَیں تم سے پہلے حضرت ابو بکرؓ کو یہ گلاس دے دوں؟ بچے نے کہا کہ اگر رسول اللہ کا حکم نہ ہو تو مَیں آپؐ کے تبرک پر کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔ چنانچہ آپؐ نے گلاس بچے کو دے دیا۔

ایک حدیث میں ہے کہ اگر کوئی دو بچیوں کی اچھی تربیت کر کے ان کی شادی کرے تو وہ اپنے اس فعل کے ذریعے جنت کا وارث ہو جاتا ہے۔

بچوں کی پرورش اور خبر گیری از سیرت حضرت مسیح موعودؑ

ٹیم اشاعت احمدیہ ابوڈ آف پیس

اولاد کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ دعا اور عملی نمونہ ہے۔ ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس سلسلے میں نصائح اور سیرت کے چند پہلو پیش ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ

''جب تک اولاد کی خواہش اس غرض سے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہو کر اُس کے دین کی خادم بنے، بالکل فضول بلکہ معصیت اور گناہ ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مَیں صالح اور خداترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی ہو گا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے''۔

(ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل 5 نومبر 2020)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بچے کی تعلیم و تربیت کی عمر کے بارے میں فرماتے ہیں:

''یہ بات بھی غور کے قابل ہے کہ دینی علوم کی تحصیل کے لئے طفولیت کا زمانہ بہت ہی مناسب اور موزوں ہے... طفولیت کا حافظہ تیز ہوتا ہے۔ انسانی عمر کے کسی دوسرے حصہ میں ایسا حافظہ کبھی بھی نہیں ہوتا''۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 60 مطبوعہ 2016ء)

پھر فرمایا

''چھوٹے بچوں کو جب دین سے بالکل آگاہ نہ کیا جائے اور صرف مدرسہ کی تعلیم دی جائے تو وہی باتیں اُن کے بدن میں شیر مادر کی طرح رچ جائیں گی۔ پھر سوا اس کے اور کیا ہے کہ وہ اسلام سے پھر جائیں... پس ضرور ہے کہ پہلے روز ساتھ ساتھ روحانی فلسفہ پڑھایا جاوے''۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 637، ایڈیشن 1988ء)

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سے روایت ہے کہ

'' آپؑ بچوں کی خبر گیری اور پرورش اس طرح کرتے ہیں کہ ایک سرسری دیکھنے والا گمان کرے کہ آپؑ سے زیادہ اولاد کی محبت کسی کو نہ ہو گی۔ اور بیماری میں اس قدر توجہ کرتے ہیں اور تیمارداری اور علاج میں ایسے محو ہوتے ہیں کہ گویا اور کوئی فکر ہی نہیں مگر باریک بین دیکھ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اور خدا کے لئے اس کی ضعیف مخلوق کی رعایت اور پرورش مدنظر ہے۔ آپؑ کی پلوٹھی بیٹی عصمت لدھیانہ میں ہیضہ سے بیمار ہوئی آپؑ اس کے علاج میں یوں دوادہی کرتے کہ گویا اس کے بغیر زندگی محال ہے اور ایک دنیادار دنیا کی عرف اور اصطلاح میں اولاد کا بھوکا اور شیفتہ اس سے زیادہ جانکاہی کر ہی نہیں سکتا۔ مگر جب وہ مر گئی آپؑ یوں الگ ہو گئے کہ گویا کوئی چیز تھی ہی نہیں اور جب سے کبھی ذکر تک نہیں کیا کہ کوئی لڑکی تھی''۔

(سیرت مسیح موعودؑ از یعقوب علی صاحب عرفانیؓ)

بچوں پر شفقت کا ایک اور واقعہ کچھ یوں ہے

''آپؑ بچوں کو گود میں اٹھائے ہوئے باہر نکل آیا کرتے تھے اور سیر میں بھی اٹھالیا کرتے۔ اس میں کبھی آپؑ کو تامل نہ ہوتا تھا۔ اگرچہ خدام جو ساتھ ہوتے وہ خود اٹھانا اپنی سعادت سمجھتے مگر حضرت بچوں کی خواہش کا احساس یا انکے اصرار کو دیکھ کر آپؑ اٹھالیتے اور انکی خوشی پوری کر دیتے''۔

بچوں کا مناسب احترام ان میں خود اعتمادی پیدا کرنے کے لئے ضروری امر ہے جس کی طرف احمدی والدین کو توجہ کرنی چاہئے۔ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ یا تو والدین بچوں کے سوالات کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے یا سختی سے روک دیتے ہیں۔ یہ طریق بچوں کی ذہنی نشوونما اور خود اعتمادی کے لئے ضرر رساں ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے عمل سے جماعت کی اس جہت میں بھی راہنمائی ملتی ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے بیان فرمایا کہ:

''جب حضرت مسیح موعودؑ نے لدھیانہ میں دعویٰ مسیحیت شائع کیا تو ان دنوں میں چھوٹا بچہ تھا اور شاید تیسری جماعت میں پڑھتا تھا مجھے اس دعویٰ سے کچھ

اطلاع نہ تھی ایک دن میں مدرسہ گیا تو بعض لڑکوں نے مجھے کہا کہ وہ جو قادیان کے مرزا صاحب تمہارے گھر میں ہیں انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو گئے ہیں اور یہ کہ آنے والے مسیح وہ خود ہیں۔ میں نے ان کی تردید کی کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ حضرت عیسیٰ تو زندہ ہیں اور آسمان سے نازل ہونگے۔ خیر جب میں گھر آیا تو حضرت صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے آپؑ سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے سنا ہے آپؑ کہتے ہیں کہ آپؑ مسیح ہیں؟ میرا یہ سوال سن کر حضرت صاحب خاموشی سے اٹھے اور کمرے کے اندر الماری سے ایک نسخہ فتح اسلام لا کر مجھے دے دیا اور فرمایا اسے پڑھو۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی دلیل ہے کہ آپؑ نے ایک چھوٹے بچہ کے معمولی سوال پر اس قدر سنجیدگی سے توجہ فرمائی ورنہ یونہی کوئی بات کہہ کر ٹال دیتے"۔ (سیرت مسیح موعودؑ از عرفانی صاحب)

(ماخوذ از تقریر ذکر حبیب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب 1973ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اردو پاکیزہ منظوم کلام میں بھی آپ کی بعض دعاؤں کا ذکر ملتا ہے۔ اس جگہ بطور نمونہ چند دعائیہ اشعار درج کیے جاتے ہیں۔

مرے مولیٰ مری یہ اک دعا ہے
تری درگاہ میں عجز و بکا ہے
وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے
زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے
مری اولاد جو تیری عطا ہے
ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے
تری قدرت کے آگے رک گیا ہے
وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

(در ثمین اردو)

ہمیں ہر وقت خدا تعالیٰ سے اپنے نیک انجام اور اپنی اولاد اور نسل کے راہِ راست پر رہنے کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔ اس لیے جو والدین چاہتے ہیں کہ ہم اس دنیا میں ایک جنّت پیدا کریں اور ہماری اولاد ہمارے لیے قرۃ العین بنے تو ان کو دعاؤں کے ذریعہ اپنی اولادوں کی تربیت کرنا ہو گی۔

غزل

بشریٰ حفیظ– ایڈمنٹن ایسٹ

ہمیں اک شخص ایسا مل گیا ہے
ہماری روح میں گھل مل گیا ہے

وہ پیاسوں کے لئے گہرا سمندر
یوں صحرا آب جو سے مل گیا ہے

وہم دل میں تھے بن کے سانپ بیٹھے
ملا وہ جب سے خطرہ ٹل گیا ہے

گریباں چاک کر کے پھر رہا تھا
رفوگر ہم کو اچھا مل گیا ہے

یہ سچ ہے کہ رات کی آہ و بکا سے
جو بند دروازہ تھا وہ کھل گیا ہے

اب تم آرام سے سو جاؤ لوگو
ہم جس کو ڈھونڈتے تھے مل گیا ہے

یہ ہستی ساری بس اک بلبلہ ہے
پتہ بشریٰ کو آخر چل گیا ہے

الٰہی نسل سے میری تُو وہ انسان پیدا کر

ناصرہ حفیظ_____لینگلی، وینکوور

نکلیں تمہاری گود سے پل کر وہ حق پرست
ہاتھوں سے جن کے دین کو نصرت نصیب ہو
ایسی تمہارے گھر کے چراغوں کی ہو ضیاء
عالم کو جن سے نور ہدایت نصیب ہو

(درعدن)

والدین اور بچوں کا رشتہ خوبصورت معاشرے کے قیام کے لئے بہت اہم ہے۔ایک مرد اور عورت نکاح کے پاکیزہ بندھن میں بندھ کر ایک نئے گھر کی بنیاد رکھتے ہیں۔ ایک خوبصورت مستقبل کے خواب سجا کر اپنی مشترکہ زندگی کا آغاز کرتے ہیں۔ ایک ایسے جنت نظیر گھر کا تصور ان کے ذہنوں میں ہوتا ہے جس میں سب گھر والے باہر کی دنیا کی بھاگ دوڑ سے تھک ہار کر لوٹیں تو پر سکون ماحول پائیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ اسے حقیقت کے روپ میں کیسے دھارا جائے؟

اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ ہمارے پاس مکمل ضابطہ حیات قرآن پاک کی صورت میں موجود ہے جس کے مطابق زندگی گزارنے سے ہمیں حقیقی سکون مل سکتا ہے اور یہ سکون ہمارے گھروں اور معاشرے کی بنیادی اکائی بن کر آپس کے تعلقات میں پیار و محبت، اعتماد اور احترام پیدا کر سکتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بہت پیاری اور خوبصورت دعا بتائی ہے۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔

(سورہ الفرقان آیت 75)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں خدا تعالیٰ ہمیں ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرمائے۔ اور یہ تب ہی میسر آسکتی ہے کہ انسان فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عبادالرحمٰن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں۔ اور خدا کو ہر شے پر مقدم کرنے والے ہوں اور کھول کر فرما دیا۔" وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ اُن کا امام بھی ہو گا اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے۔(الحکم جلد 5 نمبر 35 مورخہ 24 ستمبر 1901)

ہمیشہ سے کہا جاتا ہے کہ بچے کی تربیت اس کے پنگھوڑے سے شروع ہوتی ہے کیونکہ بچہ نیک فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔اس کا کوئی مذہب نہیں ہوتا لیکن یہ ماں باپ کی تربیت ہے جو معصوم فرشتہ صفت بچے کی پرورش میں اور آئندہ آنے والی نسلوں میں راسخ ہوتی ہے۔

عزیز بہنو !تقویٰ وہ اصل گُر ہے جو اسلام نے والدین اور بچوں کا باہمی تعلق خوبصورت اور پر سکون بنانے کے لیے سکھایا ہے۔اس دور میں دجالی طاقتیں بدامنی اور بے چینی پھیلانے کی بھرپور کوششیں کر رہی ہیں۔ جس کی وجہ سے والدین اور بچوں کے باہمی تعلقات میں مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔۔اس سے بچنے کا واحد ذریعہ تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے اور عبادت کے معیار بلند کر کے اس خوبصورت رشتہ کو پائیدار بنانا ہے۔ جس گھر میں صبح سویرے والدین اور بچے باجماعت خدا کے حضور سر بسجود ہوتے ہیں اور فجر کے وقت تلاوتِ قرآن کی صدا گونجتی ہے۔اس گھر کے قریب دجال کبھی نہیں آسکتا۔

حضرت خلیفہ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

"میں احمدی ماؤں کی خصوصیت سے اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے ننھے بچوں میں خدا پرستی کا جذبہ پیدا کریں۔وہ انہیں لغو، بے سروپا اور مخرب اخلاق کہانیاں سنانے کے بجائے نتیجہ خیز، مفید اور دیندار بنانے والے قصے سنائیں۔ان کے سامنے ہرگز کوئی ایسی بات چیت نہ کریں جس سے کسی بد خلقی کے پیدا ہونے کا خطرہ ہو۔بچہ اگر نادانی سے کوئی بات خلاف مذہب اسلام کہتا ہے یا کرتا ہے اسے فوراً روکا جائے اور ہر وقت اس بات کی کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت ان کے دلوں میں جاگزیں ہو"۔(اوڑھنی والیوں کے لئے پھول جلد اول صفحہ 2)

والدین اور بچوں کے باہم تعلق کو مضبوط اور پائیدار بنانے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اپنے بچوں سے عزت سے پیش آؤ اور ان کی اچھی تربیت کرو"۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 416 ایڈیشن 2003ء)

پیاری بہنو ! کتنی خوبصورت اور پُر حکمت نصیحت ہے جس کی خوبصورت عملی مثال ہمیں اس واقعہ سے ملتی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کبھی حضور صلی علیہ وسلم کو ملنے آتیں تو حضورؐ اُن کے لیے کھڑے ہو جاتے، اُن کے ہاتھ کو پکڑ کر چومتے، اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بٹھاتے اسی طرح جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ کھڑی ہو جاتیں۔ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو بوسہ دیتیں اور اپنے خاص بیٹھنے کی جگہ اُنہیں بٹھاتیں۔(حدیقۃ الصالحین صفحہ 416 ایڈیشن 2003)

یہ بالکل درست ہے کہ انسانی سیرت و کردار کی تعمیر میں بچپن کے دور کو نہایت اہم سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ اسی دور میں انسانی عادات و اطوار کی ابتدا اور نشوونما ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ماں کی گود بچے کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے۔ بچہ ہر وقت ماں کے ساتھ رہتا ہے اور اس کی حرکات و سکنات کی نقل کرتا ہے۔ لہٰذا ہر ماں کے لئے ضروری ہے کہ جہاں وہ اپنے بچے پر پیار و محبت کے پھول نچھاور کرتی ہے وہیں ساتھ ساتھ اُس کی تربیت کے پہلو کو بھی مد نظر رکھے۔ حضرت اماں جانؓ نے اپنی اولاد کی مذہبی اور اخلاقی لحاظ سے بہت اچھی تربیت کی۔ وہ سختی نہ کرتی تھیں مگر اُن کا ایک خاص رُعب تھا جس کی وجہ سے اُن کی تمام اولاد اُن کی فرمانبردار بنی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ و ناصرات یوکے میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے حوالہ دیا کہ

”حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اسکول میں بھجوانے کے لئے جب بھی مائیں اپنے بچوں کو تیار کر رہی ہوتی ہیں اُس وقت بھی بچوں کے لیے ساتھ ساتھ دعائیں کرتی جائیں۔ اس سے ایک تو بچوں میں دعا کرنے کی عادت پیدا ہو جائے گی، دوسرے اُن بچوں کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنا رہی ہونگی آپ کی ان دُعاؤں کے ذریعے سے اور یہ بچے جب بھی آپ سے جدا ہو کر وقت گزاریں گے سکول کا یا جہاں بھی کھیلنے گئے ہیں تو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوں گے۔ اُن دعاؤں کے حصار میں ہوں گے جو آپ ہر وقت اُن کے لیے کرتی رہتی ہیں“۔(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ 87 ایڈیشن 2004ء)

عزیز بہنو! جب بچوں کو ہر قسم کا آرام و آسائش مہیا کریں تو تربیت کے لحاظ سے اُن پر اپنا رعب بھی رکھیں۔ اُنہیں غلط باتوں سے روکیں، اچھے برے کی پہچان کروائیں۔ اُنہیں اس طرح کے جملے یاد کرائیں کہ ہم یہ کریں گے اور ہم یہ نہیں کریں گے۔ بچپن سے محاورہ سنتے آئے ہیں کہ کھلاؤ سونے کا نوالہ اور دیکھو شیر کی آنکھ سے۔

معاشرے سے تعلق رکھنے والی بری باتوں کی شروع سے ہی روک تھام کریں مثلاً والدین کی نافرمانی، غیبت، چوری، جھوٹ، لڑائی جھگڑا وغیرہ۔

اس کے ساتھ ساتھ بچوں کو بزرگوں اور بڑوں کا احترام کرنا سکھانا۔ چھوٹے بہن بھائیوں سے پیار و محبت کرنا، قربانی، صبر، رحمدلی اور اپنی غلطیوں پر جھکنے کی عادت ڈالنا وغیرہ اُس کی شخصیت کو نکھار سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ”ہدایت اور تربیت حقیقی خدا کا فضل ہے۔ سخت پیچھا کرنا اور ایک امر کو حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے۔ یہ ایک قسم کا شرک خفی ہے۔ اس سے جماعت کو پرہیز کرنا چاہیئے۔ میرے نزدیک بچوں کو مارنا شرک میں داخل ہے۔ گویا بدمزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیت میں اپنے تئیں حصہ دار بنانا چاہتا ہے۔ جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لئے سوز دل سے دعا کرنے کو حزب ٹھہرالیں اس لیے والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص مقبولیت بخشی گئی ہے“۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 309 -308 ایڈیشن 2008)

ہمیں چاہیے کہ ہم بچوں کی جسمانی نشوونما کے ساتھ ساتھ اُن کی ذہنی صلاحیتوں کو بھی اُجاگر کریں۔ جس کے لیے ضروری ہے کہ والدین اور بچوں کا آپس میں تبادلہ خیالات ہوا کرے۔ گھر کا ماحول اس قدر خوشگوار ہو جہاں بچہ ہر بات والدین کے سامنے بیان کر سکے۔ جب والدین اپنی معاشی مصروفیات یا کم علمی کی بدولت بچوں کے سوالات کے مناسب جوابات نہیں دیتے تو بچے آزادی ملنے پر والدین، گھر بلکہ دین سے بھی دور ہو جاتے ہیں۔ والدین اور بچوں کا آپس میں رابطہ بہت ضروری ہے۔ بچوں کے ساتھ وقت گزار کر ان کی دلچسپیوں میں شامل ہو کر، ان کی باتوں کو سن کر ایسا ماحول بن سکتا ہے جس میں بچے اپنے والدین کو بہترین دوست سمجھنے لگتے ہیں۔

حضرت خلیفہ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ والدین کی توجہ اس امر کی طرف دلاتے ہوئے فرماتے ہیں” بچپن سے ہی بچوں کے ساتھ بیٹھنا ضروری ہے۔ جب بچے ٹیلی ویژن دیکھتے ہیں اُس وقت والدین اُن کے ساتھ بیٹھیں اور اُن کو بتائیں کہ دیکھو یہ خرابیاں ہیں اور اُن خرابیوں کی حکمتیں اس طریق پر سمجھائی جائیں کہ وہ دلوں میں جاگزیں ہو جائیں۔ مثلاً اُن کو سمجھایا جائے کہ بدیاں کیا چیز ہیں، کیوں اُن سے منع کیا جاتا ہے۔ نیکیاں کیا ہوتی ہیں؟ اور اُن کے کیا فوائد ہیں؟ تو ناممکن ہے کہ بچہ اُن امور کی طرف توجہ نہ دے“۔(خطبہ جمعہ 20 جون 1997)

اپنے بچوں پر ہمیشہ نظر رکھیں اور انہیں کبھی بھی اس قدر آزادی نہ دیں کہ وہ شتر بے مہار کی طرح تمام حدود کو پار کر جائیں۔ بچوں کی صحبت پر نظر رکھنا از حد ضروری ہے۔ خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے یعنی جیسے ساتھی دوست ہونگے بچہ بھی اُس رنگ میں رنگا جائے گا۔ بعد میں پچھتانے سے کیا ہو گا۔ جب تک بچہ باہر کی رنگینیوں اور نظاروں کو اپنے اندر سمو چکا ہو گا۔ میری ماؤں سے دردمندانہ درخواست ہے کہ بچوں کی تربیت احتیاط سے کرنے پر بڑی آزمائش اور خطرے سے وہ بچ جائیں گی۔

اس وقت خدا کے فضل سے ایم ٹی اے کی صورت میں سب سے بہترین صحبت ہمارے گھروں میں موجود ہے۔ اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے بچوں کے ساتھ ایک گھنٹہ کوئی نہ کوئی پروگرام دیکھ کر آپ انہیں نہ صرف صحبت صالحین مہیا کریں گی بلکہ وہ اطاعت و فرماں برداری کا سبق بھی حاصل کریں گے۔ یہاں پر حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایداللہ تعالیٰ بنصر العزیز کی وہ ہدایات جو گاہے بگاہے جماعت کو ذہن نشین کراتے رہتے ہیں تحریر کروں گی۔

حضور فرماتے ہیں”اپنے گھر کے ماحول کو ایسا پر سکون اور محبت بھرا بنائیں کہ فارغ وقت گھر سے باہر گزارنے کی بجائے ماں باپ کی صحبت میں گزارنا پسند کریں۔ ایک دوستانہ ماحول ہو۔ بچے کھل کر ماں باپ سے سوال بھی کریں اور ادب کے دائرے میں

رہتے ہوئے ہر قسم کی باتیں کر سکیں۔ اس لیے ماں باپ دونوں کو قربانی دینی پڑے گی"۔(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 148 -149)

میرے مولا کٹھن ہے راستہ اس زندگانی کا
میرے ہر ہر قدم پہ خود رہے آسان پیدا کر
تیری نصرت سے ساری مشکلیں آسان ہو جائیں
ہزاروں رحمتیں ہوں فضل کے سامان پیدا کر

پیاری بہنو! جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی اسی طرح ماں اور باپ دونوں کو قربانیاں دیتے ہوئے اپنے اندر اوصاف حمیدہ پیدا کرنے ہوں گے۔ تا کہ ان کے اچھے اعمال بچوں کے لئے اعلیٰ مثال ثابت ہو سکیں۔ نیز اپنے بچوں کی تربیت کے لیے ایسی حکمت عملی ترتیب دیں جس سے ان نونہالوں کی شخصیت میں نکھار پیدا ہو۔ حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتی ہیں" قوم وہی زندہ رہتی ہے جس کی اگلی نسل پچھلی نسل کی جگہ لینے کے لیے تیار رہے۔ موجودہ زمانے کی آزادی اور بے راہ روی کا صحیح توڑ صرف اور صرف عورتوں کے ذریعے ہو سکتا ہے۔ اگر وہ اپنے بچوں کی خالص دینی ماحول میں تربیت کریں۔ قرآنی احکام سے ان کو روشناس کرائیں۔ اللہ تعالی کی محبت اور رسول کریم کی اطاعت کا جذبہ ان کے دلوں میں پیدا کریں کہ بڑے سے بڑا شیطانی حملہ ان کے گرد کھچے ہوئے حصار کو نہ توڑ سکے۔ یہی اس زمانے میں آپ سب کا سب سے بڑا کام اور فرض ہے"۔(مجلہ بتقریب پنج سالہ لجنہ اماء اللہ صفحہ 10)

پس عزیزان من! بڑی سے بڑی درسگاہ بچوں کی تربیت پر وہ اثر نہیں ڈال سکتی جو اس کے گھر کی چار دیواری۔ لہٰذا بچوں کو دنیا پرستی کی آگ سے بچاتے ہوئے انہیں سچا اور مخلص احمدی بنائیں، نماز، قرآن کی پابندی کے ساتھ خلافت کی محبت اُن کے دلوں میں راسخ کر کے جماعتی پروگراموں اور اجلاسوں میں ساتھ لے کر چلیں تا کہ وہ خدا کے فضلوں کو سمیٹنے والے بنیں۔

عزیز بہنو اور بیٹیو! یہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کے چند پہلو ہیں جن پر عمل کرنے سے والدین اور بچوں میں انتہائی خوبصورت محبت بھرا باہمی تعلق پیدا ہو سکتا ہے۔ جن سے والدین اور بچے زندگی کے سفر میں درپیش آنے والے ہر مرحلے کو باآسانی طے کر پاتے ہیں۔ چاہے وہ بچپن کا پیار آزمانا ہو یا جوانی کے مشکل ایام، چاہے وہ تعلیم کے فیصلے ہوں یا روزگار کے یا بچوں کے رشتے طے کرنے کے امور۔ جب بچے اور والدین اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ایک دوسرے کے حقوق و فرائض کا خیال رکھیں گے تو زندگی کے ہر موڑ پر اپنے لئے آسانیاں پیدا کر کے اپنے گھروں کو جنت نظیر بنائیں گے۔ جن کی خوشبو سے تمام معاشرہ مہک جائے گا۔ ان سب کے لیے ہمیں ہمت اور حوصلے کی ضرورت ہے۔ جس سے ہم اپنی آئندہ نسلوں کو پروان چڑھا سکیں گے۔ ان شاء اللہ۔

حمد باری تعالیٰ

ناصرہ امتیاز۔۔۔۔ سسکاٹون ساؤتھ

ہے وہی رحیم و کریم، وہی رحمان
کر شکر ادا اُس کا اور کر حمد بیان

بیمثال تیری محبت، بیشمار ہیں احسان
ہر مشکل میں تجھے پکارا، تو ہے مالکِ کون و مکان

مصائب میں اپنے بندہ کو تو دکھاتا ہے نشان
دکھ میں تو لاتا ہے ہمارے چہرے پر مسکان

چھوٹ جاتا ہے صبر کا دامن کام آتا ہے ایمان
اے غافلو، وقتِ بیداری ہے، جاگ اے انسان

دورِ ظلمت میں ہمیں ملا نورِ فرقان
اسلام کی تعلیم عام کرو بڑھاؤ ایقان

یہ تیرا کرم ہے کہ بنایا احمدی مسلمان
سینہ سپر رہتا ہے مومن تو ہر آن

تاریکی میں ملا، اسکی رحمت کا نشان
پیارے یہ تیرا احسان ہے تیرا احسان

آنکھیں بھر آتی ہیں جب ہو سینہ مہبطِ قرآن
ناصرہ کرے شکر ادا، حمد کے کلمے کرے بیان

تربیت اولاد

طیبہ چیمہ_____پیس ویلج ویسٹ

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ

(سورۃ بنی اسرائیل آیت 32)

والدین کے لئے حکم ہے کہ اپنی اولاد کی بہترین تربیت کرو۔ کوئی امر اس تربیت میں مانع نہ ہو۔ پس والدین پر فرض کیا گیا ہے کہ بچوں کی تعلیم و تربیت کا ایسا خیال رکھو کہ وہ روحانی اور اخلاقی لحاظ سے مردہ نہ ہو جائیں۔ ان کی صحت کی طرف توجہ نہ دے کر انہیں قتل نہ کرو۔ بعض ناجائز بچتیں کر کے اُن کی صحت برباد نہ کرو۔

پس ماں باپ کو جب ربوبیت کا مقام دیا گیا ہے تو بچوں کی ضروریات کا خیال رکھنا ان پر فرض ہے۔

علاوہ ازیں بچوں کو معاشرے کا بہترین حصہ بنانا ماں باپ پر فرض کیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر یہ نہ کیا جائے تو یہ اولاد کے قتل کے مترادف ہے۔ اس لئے والدین کو اپنی ترجیحات کے بجائے بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

(خطبہ جمعہ 26 جولائی 2013)

حضرت ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد اور پھر دادا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین اور اعلیٰ تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے۔ (حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 388)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جلسہ سالانہ 1935 کے موقع پر تربیتِ اولاد کے متعلق ایک تقریر فرمائی تھی جس میں بتایا گیا کہ

"اگر اولاد کی تربیت شروع سے اسلامی تعلیم کے مطابق کی جائے تو اولاد گناہوں سے پاک اور اعلیٰ اخلاق والی پیدا ہو سکتی ہے۔"

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید فرماتے ہیں:

اخلاق میلان کی چند خاصیتوں سے پیدا ہوتے ہیں۔۔۔۔ اسی طرح گناہ، لالچ، غصہ، ڈر، محبت اور خواہش کی زیادتی وغیرہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اب غور کرو کیا یہ وہی خصلتیں نہیں جو بچہ بچپن میں سیکھ جاتا ہے۔۔۔۔ ماں باپ کہتے ہیں جی بچہ ہے اس لئے فلاں فعل کرتا ہے۔ مگر کیا بچپن ہی کا زمانہ وہ زمانہ نہیں جہاں سب سے زیادہ گہری جگہ پکڑنے والے نقش جمتے ہیں"۔

(اوڑھنی والیوں کے لئے پھول جلد اول صفحہ 296-295)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کو بچپن سے آداب سکھانے کا حکم دیا۔ حدیث میں آتا ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی عمر اڑھائی سال کے قریب تھی۔ انہیں ایک دن کھانا کھاتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھانا دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔ مگر بہت سے والدین اس بات کی پرواہ نہیں کرتے اور اسے معمولی بات قرار دیتے ہیں۔۔۔۔ اسی طرح ایک مرتبہ بچپن میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور مُنہ میں ڈال لی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے میں اُنگلی ڈال کر نکال دی۔ جس کا مطلب تھا کہ تمہارا کام خود کام کر کے کھانا ہے نہ کہ دوسرے کے لئے بوجھ بننا۔ غرض بچوں کی تربیت ہی ہوتی ہے جو انسان کو وہ کچھ بناتی ہے جو آئندہ زندگی میں وہ بنتا ہے۔

(اوڑھنی والیوں کے لئے پھول جلد اول صفحہ 298-297)

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم رضی اللہ عنہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہ کے تربیت اولاد کے قواعد کے بارے میں بیان فرماتی ہیں:

"اصولی تربیت میں مَیں نے اس عمر تک بہت مطالعہ عام و خاص لوگوں کا کر کے بھی حضرت والدہ صاحبہ سے بہتر کوئی نہیں پایا۔ آپ نے دنیاوی تعلیم نہیں پائی تھی۔ مگر جو آپ کے اصول اخلاق و تربیت کے ہیں اُن کو دیکھ کر میں نے یہی سمجھا کہ خاص خدا کا فضل اور خدا کے مسیح علیہ السلام کی تربیت کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ سب کہاں سے سیکھا ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں:

"بچے پر ہمیشہ اعتبار اور بہت پختہ اعتبار ظاہر کر کے اس کو والدین کے اعتبار کی شرم اور لاج ڈال دینا یہ آپ کا بڑا اصولِ تربیت ہے۔ جھوٹ سے نفرت اور غیرت و غبار آپ کا اول سبق ہوتا تھا۔

ہم لوگوں سے بھی آپ ہمیشہ یہی فرماتیں کہ بچہ میں یہ عادت ڈالو کہ وہ کہنا مانے پھر بے شک بچپن کی شرارت بھی آئے تو کوئی نہیں جس وقت بھی روکا جائے گا تو باز آ جائے گا اور اصلاح ہو جائے گی۔ فرماتیں کہ اگر ایک بار تم نے کہنا ماننے کی پختہ عادت ڈال دی تو پھر ہمیشہ اصلاح کی امید ہے۔

حضرت اُمّ المومنینؓ ہمیشہ فرماتیں تھیں کہ میرے بچے جھوٹ نہیں بولتے اور یہی اعتبار تھا جو ہم کو جھوٹ سے بچاتا بلکہ زیادہ متنفر کرتا تھا۔ بچوں کی تربیت کے متعلق آپ یہ بھی اصول بیان فرماتی تھیں کہ پہلے بچے کی تربیت پر پورا زور لگا لو دوسرے اس کا نمونہ دیکھ کر خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے"۔ **(بقیہ صفحہ 20 پر)**

تربیتِ اولاد

چند سُنہری اصول

ٹیم اشاعت لجنہ
ابوڈ آف پیس

دعا

- پیدائش سے قبل دعائیں
- تہجد کی ادائیگی
- چلتے پھرتے بچے کیلئے دعائیں

فضلِ خدا

- نماز میں باقاعدگی
- نیک اطوار
- رضائے باری کی طلب

والدین کا نمونہ

- والدین کی محبت
- آپس میں عمدہ سلوک
- خوشگوار گھریلو ماحول

جماعت اور خلافت سے محبت

- خلیفہ وقت سے محبت
- نظام جماعت کا احترام
- مربیان اور جماعتی عہدہ داروں کی عزت کرنا

خاندان کا اتفاق

- مل جل کر کام کرنا
- ساتھ مل کر کھانا کھانا
- اکٹھے تفریح کے پروگرام بنانا

مستقل مزاجی

- ہمیشہ پرحکمت نصیحت کرنا
- باقاعدہ معمولات پر بات کرنا
- روزانہ سبق آموز کہانی سنانا

اولاد سے تعلق

- دوستانہ رویہ اپنائیں
- ہمیشہ عزت دیں
- اپنا احترام کروائیں

عملی کوششیں

- پُرشفقت سلوک
- اعتماد کا اظہار
- محبت سے سمجھانا

پرورش کے ہُنر

مبشرہ طاہر_____ونڈسر

اِس ملک اور اس معاشرے میں ماں باپ کا صحیح ایمان، سچا عمل اور دعائیں بچوں کی پرورش کے لئے مشعل راہ ثابت ہو سکتی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو ازل سے ہی اطاعت گزار بندہ بننے کی راہ بتائی ۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ہمارے سامنے ابراہیمی مذہب کی ہر ایک کڑی سے ایک خدا کی عبادت کا سبق ملتا ہے ۔ سو جب ہمارے پیدا کرنے والے نے ہماری اصلاح کا گُر اُس کی عبادت بتایا ہے تو کیوں نہ ممکن ہو کہ خدا تعالیٰ ہمیں اُس کی مخلوق کی بہتری کے لئے اُن راستوں پر چلنے والا بھی بنائے جن کے ذریعے خدا تعالیٰ کے بندے اُس کے حقیقی عبد بن جائیں۔

خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں پہلے گزرے ہوئے انبیاء اور صلحاء کی ایسی مثالیں بیان کی ہیں جو آئندہ آنے والی قوموں کے لئے مشعل راہ ہیں۔ سو نئی نسل کی پرورش کے جو ہُنر ہمیں قرآن کریم میں ملتے ہیں اُن میں سب سے پہلے اولاد کی پیدائش سے قبل اُن کے نیک ہونے کے لئے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا ہے۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ۔ (آل عمران:39)

”اے میرے رب: مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت یا نسل عطا کر۔ یقیناً تُو دعا کا خوب سننے والا ہے“۔

اس کے بعد پروان چڑھانے میں ممد و مددگار بے شمار نصائح ہیں جن میں سے چند کا ذکر ذیل میں ہے۔

اولاد کے پرورش میں سب سے اہم جزو اُس کو معاشرے کا اعلیٰ اور حُسنِ اخلاق سے پُر شخص بنانا ہے۔ ایسے میں والدین کی ہر ایک چھوٹی سے چھوٹی کوشش بھی رنگ لاتی ہے۔ والدین کو چاہیے کہ بچے کو محبت و لگن، مستقل مزاجی خوشی اور حوصلہ افزائی کا ماحول دیں۔ اپنی اولاد کی عزت کریں، مختلف آداب سکھائیں، ہر چھوٹے بڑے کو سلام کرنا، چھوٹی چھوٹی دعائیں سکھانا، قاعدہ و قرآن سکھانا، نماز اور چھوٹی چھوٹی سورتیں یاد کروانا، پردہ وحیاء، یعنی صحیح اور غلط کی تعلیم، حلال اور حرام میں تمیز، صفائی اور پاکیزگی، شرک کیا ہے اور پھر دینی امور اور نماز پڑھنے کے متعلق اپنی اولاد کی نگرانی بھی کرنا ہے۔

جیسا کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا۔(طٰہٰ:133)

اور اپنے گھر والوں کو نماز کی تلقین کرتا رہ اور اس پر ہمیشہ قائم رہ۔

اسی طرح بڑوں کا ادب کرنا ان کے چھوٹے چھوٹے کام کرنا اور سبق آموز کہانی سننا مادری زبان سیکھنے کا موثر ذریعہ ہے۔ بچے کی جسمانی اور ذہنی نشوونما کے لیے بھی اسے خوب فعال رکھیں۔ مثلاً صحن میں گیند سے کھیلنا، جگنو کے پیچھے بھاگنا، کراٹے سیکھنا، تیراکی سیکھنا، باسکٹ بال، بیڈمنٹن، ہاکی کھیلنا وغیرہ اس سے بچے میں خود اعتمادی بڑھتی ہے۔ دین و دنیا میں مستقبل میں ہر قسم کی کامیابی حاصل کرنے کے لیے دعائیں کرتے رہیں۔ اور ذہانت بڑھانے کے لئے بچوں کو چھوٹی چھوٹی دعائیں ضرور سکھائیں۔ اس بارہ میں قرآنی دُعا یہ ہے

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ (طٰہٰ:26تا28)

ترجمہ: اس نے کہا اے میرے ربّ! میرا سینہ میرے لئے کشادہ کر دے۔ اور میرا معاملہ مجھ پر آسان کر دے۔ اور میری زبان کی گرہ کھول دے۔

ہر معاملہ میں میانہ روی اپنائیں اور اصلاح کے لئے ہمیشہ سختی ہر گز نہ کریں۔ کسی بھی غلط رویّہ یا کسی کی توہین کرنے پر بچے کو فوراً الگ لے جا کر سمجھائیں۔ بچے کی رائے مختلف ہو سکتی ہے لیکن گفتگو کے ذریعے بہت ہی نرمی سے بچے کو صحیح اور غلط کا احساس دلائیں۔ کبھی کبھار کی سختی بھی ٹھیک ہے۔ لیکن مار پیٹ سے ہمیشہ گریز کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام فرماتے ہیں کہ بچے کو مارنا شرک کی ایک قسم ہے جو تنگ مزاج بندے کا کام ہے۔ اس کے بجائے خوب دعائیں کریں۔

(ملفوظات جلد2، صفحہ4)

بچہ چونکہ خاموشی سے اپنے ماں باپ کے ہر عمل کو جذب کرتا ہے اس لیے ماں باپ کے قول و فعل میں تضاد ہر گز نہیں ہونا چاہیے۔ تاکہ بچے کی شخصیت میں منفی اثرات نہ ہوں۔ خود بھی سچ بولیں اور بچے کو بھی صادقین کی صحبت دیں۔

(بقیہ صفحہ نمبر20پر)

بچوں کو دین کو دنیا پر مقدّم کرنا کیسے سکھایا جائے

طوبیٰ سعدیہ -----بریمپٹن فلاور ٹاؤن

جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے اسلام نے جس طرح والدین کے حقوق مقرر کئے ہیں ویسے ہی اولاد کے حقوق بھی مقرر کئے ہیں۔ اولاد کے حقوق میں سے سب سے پہلے ان کی اچھی تربیت ہے جو کہ اس کے پیدا ہونے کے ساتھ ہی شروع ہو جاتی ہے۔ ویسے تو اسلام میں مردوں اور عورتوں کے حقوق برابری کی سطح پر ہیں لیکن جہاں پر تربیت اولاد کا سوال ہے وہاں عورت کو اپنے فطری قوی اور صنفی حالات کی وجہ سے مرد کی نسبت بہت زیادہ ذمہ داری کا مقام حاصل ہے۔

پس اولاد کی تربیت کے تعلق میں سب سے پہلی ہدایت اسلام میں یہ ہے کہ مرد دیندار عورتوں سے شادی کریں اور ہر ماں خود دیندار بننے کی کوشش کرے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی ہو۔ کیونکہ بے دین ماں دینی تربیت کی اہلیت نہیں رکھتی۔ دوسری ہدایت اسلام میں یہ ہے کہ والدین اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے والے ہوں۔ قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر بچوں کی پیدائش سے پہلے سے لے کر بچے کے تربیت کے مختلف ادوار میں سے گزرنے کے لئے دعائیں سکھائی گئی ہیں۔

جیسا کہ ایک جگہ حضرت زکریا علیہ السلام کے ذریعہ دعا سکھائی۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ۔

(آل عمران:39)

اے میرے رب مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت عطا کر۔ یقیناً تُو بہت دعا سننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے خود یہ دعا سکھائی کہ مَیں دعائیں سننے والا ہوں۔ اس لئے تم بھی کہو کہ اے اللہ تُو دعا سننے والا ہے۔ اس لئے ہماری دعائیں قبول کر اور ہمیں پاک اولاد بخش۔

اگر ہم اس طریق کے مطابق اپنی زندگی گزارنے والے اور اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دینے والے ہوں تو ایک نیک نسل آگے بھیجنے والے بن سکتے ہیں۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ بچوں کی تربیت کوئی آسان کام نہیں اور خاص طور پر اس زمانے میں جب قدم قدم پر شیطان کی پیدا کی ہوئی دلچسپیاں مختلف رنگ میں ہر روز ہمارے سامنے آ رہی ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جب دعائیں اور طریق بتائے ہیں تو اگر ہم چاہیں تو خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی شیطان کے حملوں سے بچا سکتے ہیں لیکن اس کے لئے مسلسل دعاؤں، اللہ تعالیٰ کی مدد اور محنت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ ایک مسلسل جہاد کی ضرورت ہے۔

بچوں کی تربیت کا زمانہ ان کی ولادت کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے اور وہ ماں باپ بڑے ہی بدقسمت ہیں جو اپنے بچہ کے چند ابتدائی سال اس غفلت میں گزار دیتے ہیں کہ ابھی وہ تربیت کے قابل نہیں ہوا۔ لیکن وہ ماں باپ کے ہر قول و فعل کو سمجھ رہا ہوتا ہے پس ماں باپ کا فرض ہے کہ ولادت سے ہی اس کی تربیت کا خیال شروع کر دیں۔ اس کے بعد بچہ کی بلاواسطہ تربیت کا دور شروع ہوتا ہے۔ ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ اس عمر میں ہی بچے کے دل میں ایمان راسخ کرنا شروع کر دیں اور اس کی دینی تعلیم کو دنیاوی تعلیم پر مقدم رکھیں۔ اس عمر سے ہی اسے نماز پڑھنے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی عادت ڈالیں۔ نماز کا وقت ہو تو سب کام ترک کر کے اسے اپنے ساتھ نماز ادا کرنے کے لئے کھڑا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں نقل کا مادہ رکھا ہوا ہے جو بچپن سے ہی ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ یہ فطرت میں ہے۔ اس لئے بچہ کی فطرت میں بھی نقل کا یہ مادّہ ہے۔ یہ نقل اور ماحول کا ہی اثر ہے کہ انسان اپنے ماں باپ سے زبان سیکھتا ہے، یا باقی کام سیکھتا ہے اور اچھی باتیں سیکھتا ہے، اور اچھی باتیں سیکھ کر بچہ اعلیٰ اخلاق والا بنتا ہے۔ ماں باپ نیک ہیں، نمازی ہیں، قرآن پڑھنے والے ہیں، اُس کی تلاوت کرنے والے ہیں، آپس میں پیار اور محبت سے رہنے والے ہیں، جھوٹ سے نفرت کرنے والے ہیں تو بچے بھی اُن کے زیرِ اثر نیکیوں کو اختیار کرنے والے ہوں گے۔ ماں باپ اگر اپنے دنیاوی کاموں پر دینی کاموں کو ترجیح دینے والے ہوں گے تو اولاد بھی دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی ہوں گی۔

تربیت اولاد کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ کی نصرت انہی کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں۔‘‘ فرمایا’’ایک جگہ ٹھہر نہیں جاتے اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔‘‘ اور انجام بخیر کے لئے آپ نے فرمایا کہ ’’اپنے لئے اور اپنے بیوی بچوں کے لئے مستقل دعا کرتے رہنا چاہئے۔‘‘

پھر آپ ہمیں فرماتے ہیں کہ ’’وہ کام کرو جو اولاد کے لئے بہترین نمونہ اور سبق ہو (یہ والدین کا کام ہے۔) فرمایا’’اور اس کے لئے ضروری ہے کہ سب سے اوّل خود اپنی اصلاح کرو۔ اگر تم اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیز گار بن جاؤ گے اور خدا تعالیٰ کو راضی کر لو گے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے گا‘‘۔ فرمایا کہ ’’قرآن شریف میں خضر اور موسیٰ علیہما السلام کا قصہ درج ہے کہ ان دونوں نے مل کر ایک دیوار کو بنا دیا جو یتیم بچوں کی تھی۔ وہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ’’ وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ‘‘(الکہف:83) ان کا والد صالح تھا۔ یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ آپ کیسے تھے۔‘‘ (بچے کیسے تھے، بلکہ ماں باپ کا ذکر کیا۔) فرمایا کہ ’’پس اس مقصد کو حاصل کرو۔ اولاد کے لئے ہمیشہ اس کی نیکی کی خواہش کرو‘‘ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 110۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

تو پھر اللہ تعالیٰ اولاد کی بہتری کے لئے اور اُن کے رزق کے لئے بھی سامان پیدا فرماتا رہے گا۔

پس یہ وہ بنیادی اصول ہے جس کی طرف بار بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توجہ دلائی ہے اور یہ قرآنی تعلیم کی ہی وضاحت ہے کہ ماں باپ کا اپنا نمونہ ہی بچوں کی تربیت میں کردار ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم میں سے ہر ایک ماں اولاد کے لئے بہترین نمونہ بننے والی ہو۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا کرنے والی ہو۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ دوسروں کی طرف دیکھتے رہتے ہیں کہ وہ کیسا ہے تو دوسروں کی طرف نظر رکھنے کی بجائے اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینے والی ہو اور تقویٰ پر چلنے والی ہو۔ تبھی ہم آگے نیک نسل بھی چلا سکتے ہیں۔ اپنی اولاد کے لئے مستقل دعائیں کرنے والے ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ ہماری اولاد کو بھی ہمیشہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے رکھے اور پھر یہ سلسلہ آگے بھی چلتا چلا جائے۔ آمین۔

(بقیہ از صفحہ نمبر 18)

جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔(التوبہ:119)

اسی طرح حکمت و دانائی کے ساتھ عقلمندانہ طریق پر پرورش کریں۔ اس حوالے سے قرآن کریم میں یہ نصیحت ہے۔

اپنے ربّ کے راستہ کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے۔(النحل:126)

بچے کو شیر کی نظر سے دیکھتے ہوئے اپنی نگرانی میں رکھیں۔ اور حسبِ موقع نصائح کرتے رہیں۔ لیکن شک کی نظر سے بچے کی تحقیقات ہرگز نہ کریں۔ شام کا کھانا اکٹھے ایک جگہ بیٹھ کر کھائیں۔ اور بچوں سے اُن کی ساری دن کی سرگرمیوں کا ضرور پوچھیں۔ غلط و صحیح کے متعلق ساتھ ساتھ بچے کی راہنمائی کریں۔ اچھے کام کرنے پر بچے کی حوصلہ افزائی کے لئے اُس کی تعریف ضرور کریں۔ اور اُسے اُس کے اچھے کام کا احساس بھی دلائیں۔

جب ماں باپ خود وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ پر قائم ہو کر انتہائی عاجزی کے ساتھ دردِ دل سے اپنی اولاد کے لیے دعا کریں گے۔

تو یقیناً خدا ان کی اولاد کو بھی متقی بنا دے گا۔ وہ کامل دُعا یہ ہے۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔(الفرقان:75)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔

پھر یہی اولاد ایسی نکھر کر دوسروں کے لئے رول ماڈل بن جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(بقیہ از صفحہ 16)

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم، صفحہ 272۔ شیخ یعقوب علی عرفانی)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

’’پس اے احمدی ماؤں تم پر ایک بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ تمہارے ہاتھوں میں قوم کہ وہ نونہال پتلے ہیں جو آج کہ بچے اور کل کہ جوان ہیں۔ آج کہ بیٹے اور کل کے باپ ہیں۔ عنقریب اُن کہ ہاتھوں میں سلسلہ کی باگ ڈور جانیوالی ہے۔ پس اپنی اس نازک ذمہ داری کو پہچانو اور بچوں کی زندگیوں کو ایسے قالب میں ڈھال دو کے جب ان کا وقت آئے تو وہ آسمان ہدایت پر ستارے بن کر چمکیں‘‘۔(کتاب اچھی مائیں۔ تربیت اولاد کے دس سنہری گُر)

بچوں میں خدا تعالیٰ کی محبت کیسے پیدا کی جائے؟

حمیرا منگلا-----بریمپٹن فلاور ٹاؤن

اسوقت دنیا دکھوں کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے۔ بھائی بھائی کا دشمن بنا ہوا ہے۔ ایک افراتفری کا عالم ہے کوئی جائے پناہ انسانیت کو دکھائی نہیں دے رہی۔ ایسے میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انسان کہاں جائے؟ کیسے ہم اپنے آپ میں اور اپنے بچوں میں خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کریں؟ جبکہ اسلام جیسا پیارا مذہب یہ اعلان کر چکا ہے لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ۔ (فتح الباری) یعنی اسلام میں جائز نہیں کہ ترکِ دنیا کر کے جنگلوں اور پہاڑوں کی طرف نکل جائیں اور راہِ فرار اختیار کر لیں۔ بلکہ اسلام نے اسکو سب سے بڑا جہاد قرار دیا کہ آپ اسی دنیا میں رہتے ہوئے اسکی مشکلات کو برداشت کرتے ہوئے فلاح انسانیت کا بیڑا اُٹھائے رکھیں۔ ایسے میں انسان کے لئے کیا درس ہے؟ اس دور میں دنیا بڑی تیزی سے اپنے خالق حقیقی سے دُور جا رہی ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے وجود کی بھی انکاری ہے۔ جبکہ انسان کی پیدائش کے اصل مقصد کا اندازہ اس آیت سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔ (الذاریات:57)

اور میں نے جن وانس کو پیدا نہیں کیا مگر اس غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں۔

پس اپنے مقصد حیات کو پورا کرنے اور اپنی نسلوں کو تباہی سے بچانے کے لئے اُن کا خدا تعالیٰ سے مضبوط تعلق قائم کرنا ہو گا اور اس کے لئے سب سے پہلے ہمیں اپنی عبادتوں پر توجہ دینا ہو گی۔ اولاد کی تربیت اور نگرانی کی ذمہ داری عورتوں پر زیادہ ڈالی گئی ہے لہٰذا اگر ہم نے اللہ تعالیٰ سے سچی محبت کرنی سیکھ لی، اپنی نمازوں کے قیام کی حقیقی معنوں میں نگرانی کر لی، روزانہ تلاوت قرآن کریم کی عادت ڈال لی اور قرآن مجید کا ترجمہ سیکھ کر اس میں بیان کردہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی انتہائی کوشش کرنی شروع کر لی اور اخلاص سے دعاؤں میں گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے اسکی محبت کی بھیک مانگتے رہے تو یقین جانیں ایک دن ہم اللہ کی محبت کو پالیں گی کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ۞

(سورۃ البقرہ آیت 187)

اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہیئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

ہمیں اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت پر خود بھی اور اپنی اولادوں کو بھی عمل پیرا کرنا ہو گا اور آپ کے اُسوہ حسنہ کو اپنانا ہو گا تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کی محبت کو پالیں۔ جیسا کہ اُس نے فرمایا۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللهُ۔ (سورۃ آل عمران آیت 32)

تو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

آج کے اس ترقی یافتہ دور میں ہمارے پاس بے شمار سہولیات ہیں جن کے ذریعہ ہم اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو خدا تعالیٰ اور دین کی طرف راغب کر سکتے ہیں۔ نمازوں اور دیگر عبادات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ بچوں کا خلیفہ وقت کے ساتھ پختہ تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ایم ٹی اے ایک ایسی نعمت ہے جس کے ذریعہ نشر ہونے والے سب ہی پروگرام مثلاً خطبات جمعہ، خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے خطابات، الترتیل، درس القرآن، بچوں کے پروگرام وغیرہ ہماری اور ہمارے بچوں کی اللہ تعالیٰ، اُس کے رسول اور خلفاء سے محبت بڑھانے کا بہت ہی خوبصورت اور عظیم ذریعہ ہیں۔

ہمیں درد دل سے اپنے اور اپنے بچوں کے لئے دعائیں کرتے رہنا چاہیئے کہ وہ ہمیں اور ہماری اولادوں کو ایسا بنا دے کہ ہمارا کوئی لمحہ بھی اسکے ذکر اور اسکی محبت سے خالی نہ ہو۔ ہمارا ہر کام اس کی رضا کی خاطر ہو اور ہمیں اُس کا قرب اور اُس کی محبت نصیب ہو جائے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

متقین کے امام

سمیرا داؤد-----ویسٹن از لنگٹن

قرآن مجید فرقانِ حمید کی آیت مبارکہ ہے۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنادے۔

اس آیتِ مبارکہ میں ہمارے لئے متقین کا امام بننے کی دُعا کی طرف توجہ دلائی گئی ہے امام کا مطلب ہوتا ہے سامنے یا آگے کھڑا ہونے والا جس کے طرز عمل کی پیچھے کھڑے ہونے والے تقلید کریں۔ اس میں یہ لطیف نکتہ بیان ہوا ہے کہ اگر ہم اپنی ازواج اور اولاد کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک بنانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ہمیں خود کو بطور نمونہ ان کے سامنے ایسے پیش کرنا ہے جس کی تقلید سے وہ صحیح معنوں میں متقین بنیں۔یعنی اصلاحِ نفس پہلے ہم پر واجب ہے تا کہ اس معیار کے قریب پہنچ سکیں جہاں کسی کو نصیحت و تربیت کرنے کے قابل ہو سکیں۔

ہر بچہ فطرتِ صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے۔ آگے یہ ماں باپ ہی ہیں جو اسکو اپنی تربیت اور پرورش کے ذریعے چاہیں تو یہودی بنادیں، چاہیں تو عیسائی یا مجوسی بنادیں۔

(حدیقۃ الصالحین۔ حدیث نمبر 394)

ماں باپ بننا ایک عظیم ذمہ داری ہے جس کو نبھانے کے لئے خصوصی دُعاؤں اور کاوشوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ گھر ایک باغیچے کی مانند ہوتا ہے اور والدین محنت کش مالی جو اس باغیچے کو بنانے، سنوارنے، پروان چڑھانے میں شبانہ روز محنت کرتے ہیں ۔خونِ جگر سے اسکی آبیاری کرتے ہیں۔ ذرا بھی کہیں کمی، کجی یا نقص دیکھیں، اُس کو دور کرنے کے لئے تن من دھن وار دینے میں بھی کسر نہیں چھوڑتے۔ والدین بچوں کو دنیا میں کامیاب کرنے کے لئے اپنی ہمت و استطاعت سے بڑھ کر کوششیں کرتے ہیں۔ ایسے میں کیا کوئی ماں یا باپ چاہے گا کہ اُس کا بچہ ان علّتوں اور عادتوں کا شکار ہو جن سے اُسے ذرا سا نقصان پہنچے یا وہ ایک ناکارہ ناکام انسان کے طور پر معاشرے پر بوجھ بن جائے۔ ہر گز نہیں۔

اُس کے لئے بچے کی پیدائش سے پہلے ہی اس تربیت اور پرورش کے اقدامات شروع کر دیتے ہیں۔ اسکی پیدائش کے ساتھ ہی اس کے کان میں اذان دے کر اسے خدا کی وحدانیت اور نیکی اور فلاح کے راستے سے روشناس کروا کر اس کی عملی تربیت کا آغاز کر دیا جاتا ہے۔ جوں جوں بچہ بڑا ہوتا ہے۔ اپنے ماحول سے زندگی کے ڈھنگ سیکھنے لگتا ہے۔ سیکھنے کی جبلت اُسے نت نئے زاویے سکھاتی رہتی ہے۔ بچہ ہر نئی چیز دیکھ کر اس کو اپنانے کی خواہش رکھتا ہے۔ اس کو ہر نئی بات اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔ ایسے میں اس کے ماں باپ ہی ہوتے ہیں جو انگلی پکڑ کر بچے کو زندگی کی ان حقیقتوں سے روشناس کرواتے ہیں۔

کبھی آپ نے چڑیا کو اپنے بچوں کو اُڑنا سکھاتے ہوئے دیکھا ہے۔ کیسے وہ چڑیا کو اپنے بچوں کی طاقت کے مطابق ننھی سی اُڈاری بھرتی اور اور چھوٹے چھوٹے فاصلے طے کرتی ہے۔ کیسے اپنے بچوں کو جھاڑیوں اور کنگروں سے بچ کر اُڑنے کی ترغیب دیتی ہے۔ ایک چھوٹا سے کمزور پرندہ اگر اپنے بچوں کو زندگی سے نبرد آزما ہونا سکھا سکتا ہے تو ہم تو پھر اشرف المخلوقات ہیں۔ ہم کیسے اپنے بچوں کو زندگی کے بھنور میں بے یارومددگار چھوڑ سکتے ہیں۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے اپنا نمونہ سامنے رکھنے، اپنے آپ میں پاک تبدیلیاں لانے کے لیئے شدید محنت کی ضرورت ہے۔ بچہ گھر میں ماں باپ کو ہی دیکھتا ہے، ان کی زبان سیکھتا ہے۔ اُن کے طور طریقے اپناتا ہے، ان کی نقالی میں اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے کے ڈھنگ اپناتا ہے ۔ اگر ماں باپ بہترین اسلوب کے ساتھ زندگی کے معمولات بجالانے کے پابند ہوں گے۔ اخلاقیات میں تقویٰ اور خوفِ خدا کو مدِّ نظر رکھیں گے، صلہ رحمی اور حقوق العباد کو ملحوظ رکھنے والے ہوں گے بچے لاشعوری طور پر ان باتوں کو اپناتے چلے جائیں گے۔ آپ بچے کے سامنے امام ہوتے ہیں۔ وہ آپ کا نقال ہوتا ہے۔ سمجھ لیں وہ آپ کا آئینہ ہے۔ جو آپ کریں گے وہی عکس بچے میں آئے گا۔ اگر بچوں کو متقین کے رُوپ میں دیکھنا ہے تو پہلے بحیثیت امام خود کو تقویٰ کے اعلیٰ مدارج طے کرنے کے قابل بنانا ہو گا۔ اپنے اندر وہ پاک تبدیلیاں لانی پڑیں گی جو بچوں میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اپنے رشتے داروں سے معاملات کرتے وقت، اپنے دوست احباب سے گفتگو کے وقت، اپنی تفریحات میں دلچسپی لیتے وقت غور کریں کہ

بچہ آپ کو دیکھتا اور ان تمام باتوں کو جذب کرتا ہے۔

جب ہم بچوں کو کسی بات کی نصیحت کرتے ہیں تو اپنے طرز عمل کو ضرور نظر میں رکھنا چاہیے۔ پہلے خود وہ عمل کریں اور پھر نصیحت کریں تا کہ بچے پر اثر مثبت اور دیرپا ہو۔ اس سلسلے میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ دلنشین مثالوں سے بھرا پڑا ہے۔ زندگی کے ہر گوشے میں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کے خوبصورت نقوش ملتے ہیں۔ ایک چھوٹی سی مثال تو حضرت انسؓ کو کھانے کے وقت کی نصیحت ہے جب آپؐ نے حضرت انسؓ کو فرمایا کہ اے میرے بیٹے دائیں ہاتھ سے کھاؤ، بسم اللہ پڑھ کر اور سارے پیالے میں ہاتھ نہ پھیرو بلکہ اپنے سامنے سے کھاؤ۔ کھانے کا یہ طریق سُنّتِ نبوی کے عین مطابق ہے جس کی نصیحت آپؐ نے فرمائی۔

اسی طرح بچوں میں جب ہم اخلاق کی صفات پیدا کرنے کے لئے ان کو جھوٹ نہ بولنے، صبر و برداشت اور تحمل، امانت کی پاسداری، وعدے کی پابندی، نرم زبان اور خوش اخلاقی سے معاملات کرنا ایسے امور ہیں جن کا نمونہ پہلے خود بنا جائے۔ پھر بچے کو نصیحت اور تربیت کی جائے۔

اس ضمن میں ایک روایت خاکسار کے دادا جان حاجی امیر عالم صاحب سابق امیر ریاستہائے آزاد جموں و کشمیر کی ہے کہ دادا جان بچوں میں صبر و ضبط پیدا کرنے کی غرض سے کوئی پھل، مٹھائی وغیرہ گھر میں لا کر ایک مخصوص جگہ رکھ دیتے اور سب سے کہہ دیتے کہ یہ میں تم لوگوں کے لیئے لایا ہوں لیکن اب سے اتنی دیر بعد یا شام کے کھانے کے بعد ملے گی اور سب مل کر کھائیں گے۔ بچوں کو معلوم ہوتا کہ یہ ہمیں ضرور ملے گی اور ہم سے پوشیدہ کوئی گھر کا بڑا نہیں کھائے گا اس سے بچوں میں صبر و ضبط اور سیر چشمی پیدا ہوتی اور ماں باپ کا بچوں پر اعتماد بڑھتا کہ وہ بھی بڑوں سے پوشیدہ اس کھانے کی چیز کو ہاتھ نہیں لگائیں گے۔ یعنی پہلا نمونہ بڑوں کا ہوتا جس کی تقلید بچے کرتے۔

اسی طرح خاکسار کی والدہ کا بڑا پیارا نمونہ بھی مشعلِ راہ ہے کہ میرے بھائی جان کو بچپن میں ٹائیفائیڈ ہو گیا اور طبیعت بہت خراب ہو گئی۔ ڈاکٹر نے مرچ مصالحے اور سالن میں زیادہ گھی وغیرہ سے منع کر دیا تو بھائی جان مرض کی تڑپ سے اور بچپن کی وجہ سے ضد کرتے کہ جو سالن باقی گھر والے کھا رہے ہیں وہی انہوں نے کھانا ہے اور جو اُن کے لئے یخنی، کھچڑی وغیرہ پرہیزی کھانا بنا ہے، وہ نہیں کھائیں گے تو میری امی جان اُن کو کہتیں کہ آؤ میں تمہارے ساتھ یہ یخنی اور کھچڑی کھاتی ہوں، دوسرا مرچ مصالحے والا کھانا نہیں کھاتی اور جتنے دن کا پرہیز ڈاکٹر نے بتایا امی جی نے بھی اُتنے دن پرہیزی کھانا کھایا تا کہ بچہ بھی آرام سے کھالے اور بیماری میں ضد نہ کرے اور صبر وضبط کی اعلیٰ مثال قائم کر دی۔

خدا کرے کہ ہم سب اپنی اولادوں کے لئے وہ امام بنیں جن کی تقلید کرتے ہوئے وہ صحیح معنوں میں متقین بنیں، مفید وجود بنیں اور معاشرے کیلئے قرۃ العین بنیں۔

ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں خلافت کی رہنمائی اور قیادت نصیب ہے۔ ہمارے پاس وہ پیارا وجود ہے جو ایک دردمند باپ کی طرح ہماری رہنمائی کرتا ہے ہمارا وہ امام اللہ کی عظیم ایک نعمت ہے جو ہم سے بڑھ کر ہم کو چاہتا اور دُعاؤں میں یاد رکھتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

”بہت سے لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں آپؑ کی بیعت کی لیکن اپنی بیویوں اور اپنی اولادوں کی اس نہج پر تربیت نہیں کر سکے اور ان کو جماعت سے نہیں جوڑ سکے جس کی وجہ سے آہستہ آہستہ اگلی نسلیں علیحدہ ہو گئیں اور اُن کا پتہ ہی نہیں لگا۔ تو جہاں یہ دُعا انسان کرتا ہے کہ میں بھی کامل فرمانبردار رہوں وہاں اگلی نسل کے لئے بھی دُعا کرتا ہے اور اس کے لئے کوشش بھی کرتا ہے تو تبھی کامیابیاں ملتی ہیں۔ (خطباتِ مسرور جلد ہشتم صفحہ 491)

عملی اصلاح تربیت کا وہ زرّیں اصول ہے جس کا اثر دیرپا ہوتا ہے۔ نماز کا التزام یا پابندی کرنے والے والدین کی اولاد بھی نماز کو اولین فریضہ سمجھ کر ادا کرتی ہے۔ پردہ کرنے والی ماؤں کی بیٹیاں لباس اور پردے کے بارے میں محتاط رہتی ہیں۔ گھریلو ماحول آئندہ نسلوں کی زندگی کی راہیں ایک مخصوص ڈھب پر ڈالتا ہے۔

ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک آدمی نے اپنے بوڑھے باپ کو پرانا بوسیدہ بستر استعمال کرنے کو دیا۔ جب بوڑھا آدمی فوت ہو گیا تو وہ آدمی اُس بستر کو گھر سے باہر پھینکنے لگا۔ اس کے نوعمر بیٹے نے کہا لائیے ابّا یہ بستر مجھے دے دیں۔ جب آپ بوڑھے اور لاچار ہو جائیں گے تو آپ کے کام آئے گا۔ جس طرح ایک بچے نے اپنے باپ کے ایک فعل کو بغور مشاہدہ کیا اور اس پر عمل کرنے کا ارادہ کیا۔

خدارا اپنے دل و دماغ کی کھڑکیاں کھولیں اور اپنی زندگیوں کے حقیقی مقصد کو پہچانیں اس فانی زندگی کے سراب سے نکلیں۔ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی پابندی کریں۔ اپنی نسلوں کی حفاظت کے لئے اپنی عملی حالتوں کی اصلاح کریں اور صحیح معنوں میں متقین کے امام بنیں۔ اللہ ہمیں اسکی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

اولاد کی تربیت

ممبرات لجنہ -----احمدیہ ابوڈ آف پیس

جیسا کہ انسان کی پیدائش کا مقصد خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے تو پھر اولاد کی عمدہ تربیت کے لئے سب سے اہم پہلو بچوں میں خدا تعالیٰ سے محبت پیدا کرنا ہے۔

خدا تعالیٰ نے اُسکی طرف رُخ کرنے کے بہت سے طریق انسان کو بتائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ (العنکبوت:70)

اور وہ لوگ جو ہمارے بارہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیں گے۔

اس آیت سے ہمیں یہ نصیحت ملتی ہے کہ چونکہ تربیتِ اولاد کرنے سے پہلے والدین کی ذات کا قربِ خداوندی حاصل کرنا ضروری ہے۔ ہم اپنے بچوں کو نیک بنانے کی کوشش تبھی کر سکتے ہیں اگر ہم خود نیکی کا پَرتو ہوں۔ ہمارے سامنے بزرگانِ اُمت کی بے شمار ایسی مثالیں ہیں جن سے ایک عورت اپنے قدموں تلے جنت رکھنے والی بن سکتی ہے۔

سب سے پہلی اور عظیم ترین مثال حضرت ہاجرہؑ کی ہے جن کی تربیت کے ذریعہ حضرت اسماعیل علیہ السلام جیسے فرمانبردار بیٹے پروان چڑھے جنہوں نے اپنے والد کے ایک بار پوچھنے پر قربان ہونے کا اقرار کیا۔ پھر حضرت مریمؑ کی والدہ جیسی عظیم الشان عورت جنہوں نے اولاد کے پیدا ہونے سے قبل اُسے وقف کرنے کا عہد کیا اور اُس بچی کی ایسی اعلیٰ تربیت کی کہ وہ وقف کئے جانے کے لائق بنی اور پھر اُن کی عبادت کو دیکھتے ہوئے حضرت زکریا علیہ السلام کو اپنی اولاد کی خواہش پیدا ہوئی۔ یہ تمام سنہری واقعات قرآن کریم میں موجود ہیں جس سے ہمیں اِن اعلیٰ پایہ کی عورتوں کے متعلق علم ہوتا ہے کہ یقیناً وہ عورتیں خدا تعالیٰ کی نظر میں بہت بلند مقام رکھتی تھیں۔ اس طرح نہ صرف ہمیں اُن کے نقوش پر چلنے کی نصیحت ملتی ہے بلکہ تاریخ کی ان عظیم عورتوں کے بارے میں مزید جاننے کا موقع ملتا ہے کہ کن حالات میں ان عورتوں نے اپنی اولاد کے لئے وہ قربانیاں دیں جو ہمیشہ کے لئے دُنیا میں اپنا مقام بنا گئیں۔

ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اپنی اولاد کو تحریک وقفِ نو کے تحت پیدائش سے قبل وقف کرنے کی توفیق ملتی ہے اور ہم مریم بنتِ عمران کے نقشِ قدم پر چلنے والی بن پاتی ہیں۔ لیکن اس کا حق تبھی ادا ہو سکتا ہے اگر ہم وقف کرنے کے بعد ایسی قربانیاں دیں اور کوششیں کریں کہ حقیقی معنوں میں اپنی اولاد کو مریمی صفات والا بنا سکیں۔

یُوں تو آج کے دور میں آزمائشیں پہلے سے کہیں زیادہ ہیں لیکن مسلسل خدا تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے کے لئے دُعائیں کر کے ہم ضرور اُس اعلیٰ معیار کے قریب پہنچنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔

تربیتِ اولاد کا ایک اور پہلو بچوں میں قربانی کا مادہ پیدا کرنا ہے۔

بچوں کو چھوٹی عمر سے ہی ہر معمولی معمولی بات کے لئے بھی خدا تعالیٰ کے فضل و احسان کی طرف توجہ دلانا اُنہیں خدا تعالیٰ کے قریب لے جانے والا بن سکتا ہے۔

خدا تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے جماعتِ احمدیہ میں ایک دن کے بچے کے لئے بھی چندہ کی تحریک موجود ہے۔ جس کا نام ہے تحریک جدید۔ اسی طرح تحریک وقفِ جدید میں بھی بچوں کے لئے خصوصی مدّات ہیں جو چھوٹے بچوں کے لئے ہی مخصوص ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بچوں میں قربانی کرنے کا مادہ کیسے پیدا کیا جائے؟ اس حوالے سے متعدد بہنوں نے اپنی رائے دی ہے۔ ذیل میں چند پہلو پیشِ خدمت ہیں۔

- بچوں کو قرآن کریم میں موجود قربانی کرنے والوں کے انعامات سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ مختلف حالات کے مطابق خدا تعالیٰ کے احکامات کو پہچانیں اور اُن پر عمل کرنے کی کوشش کر سکیں۔

(بقیہ صفحہ نمبر 29 پر)

وقت کی اہم ضرورت اور دورِ حاضر کا بڑا چیلنج۔۔تربیتِ اولاد

سمیرا روحی ----درہم

دور حاضر میں جہاں انسان نے دنیاوی سہولیات اور ٹیکنالوجی کے لحاظ سے بہت ترقی کرلی ہے اور وہ اپنے آپ کو بہت تعلیم یافتہ اور مہذب سمجھنے لگا ہے وہاں ان تمام مادی ترقیات کے باوجود اخلاقی اور روحانی لحاظ سے گراوٹ کا شکار ہوتا جا رہا ہے اور اگلی نسلوں کی اخلاقی تربیت روحانی شعور وآگہی موجودہ دور میں والدین کے لئے سب سے بڑا چیلنج بن گیا ہے۔

مختلف قسم کی تنظیمیں بچوں کی ذہنی اور اخلاقی صحت کے لیے راہنما اصول مہیا کر رہی ہیں جہاں ایسے طریقے بتائے جاتے ہیں جو بچے کی صحت مند ذہنی و اخلاقی نشوونما میں مددگار ہو سکیں۔ ان معاشرتی اصولوں کو غیر مذہبی دنیا میں شاید کچھ فائدہ حاصل ہو سکے لیکن سچ تو یہ ہے کہ وہ خالق کائنات جس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اس نے انسان کو صحت مند معاشرہ کا ایک مفید فرد بنانے کے لیے تمام تعلیمات اپنی بہترین کتاب قرآن کریم اور عملی نمونہ اسوۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔

ماں اور باپ بننا انسانی رشتوں میں ایک بہت بڑا اور خوبصورت احساس ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ایک بہت بڑی اور اہم ذمہ داری بھی اور اسی لئے اللہ تعالی قرآن کریم سورہ آل عمران آیت 39 میں فرماتا ہے:

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ

(آل عمران:39)

اے میرے رب! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذُریّت عطا فرما۔ یقیناً تُو بہت دعا سننے والا ہے۔

اور یہ دعا وہی میاں بیوی کریں گے جن کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہو گی۔ جو اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ جو اپنی زندگی کے ہر موڑ پر اللہ تعالی کو اپنا رہبر و رہنما سمجھتے ہیں اور قرآنی تعلیمات کو اپناتے ہوئے زندگی سنوارنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ نیک اور صالح اولاد کی تمنا وہی کرے گا جو خود نیکی اور تقوی کے احساس سے روشناس ہو گا۔ اسی لئے سورۃ الفرقان میں عباد الرحمن کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ یہ دعا کرتے ہیں کہ

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔ (الفرقان، آیت 75)

اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔

متقیوں کا امام بننا اتنا آسان نہیں ہے۔ اس مقام کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح خلیل اللہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہ کی طرح اللہ کی محبت پر کامل یقین رکھتے ہوئے ہر قسم کی قربانی کے لئے اپنے جذبات و احساسات اور دنیاوی خواہشات کو مٹا کر تقوی کی اعلی راہوں پر قدم مارنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے اپنی زندگی میں سادگی کو اپنانے اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے اوصاف پیدا کرنا انتہائی ضروری ہے۔

آج دور حاضر میں انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے دور میں ہر طرف مال و دولت، عالیشان گھر، گاڑی، زیور اور ملبوسات کی سطحی اور مادی چکاچوند نے ہر طرف بے چینی اور ڈپریشن پیدا کر دیا ہے اور انسان ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے لیے ایک عجیب دوڑ میں لگا ہوا ہے اور حرص و ہوس نے انسان کا سکون اور چین چھین لیا ہے۔ دنیا حاصل کرنے کے لئے ہر جائز و ناجائز طریقے کو اپنانا ہوشیاری سمجھا جانے لگا ہے۔

اس سلسلے میں ایک بچی سے بات ہوئی تو وہ کہنے لگی کہ آج کل ہمیں سب سہولتیں حاصل ہیں ہر چیز ملتی ہے لیکن لوگ پھر بھی خوش نہیں ہیں۔ سٹریس، ڈپریشن اور مینٹل ہیلتھ کے مسائل بڑھ گئے ہیں جبکہ پہلے لوگوں کو یہ تمام سہولیات میسر نہیں تھیں لیکن وہ لوگ پھر بھی خوش اور مطمئن تھے۔ اور یہ سچ ہے کہ ہمیں اپنے بچوں کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ مادی چیزیں کبھی بھی خوشی نہیں دے سکتیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق و محبت ہی دلوں کو اطمینان عطا کرتا ہے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ۔ (الرعد:29)

ترجمہ: خبردار۔ اللہ کے ذکر سے ہی دل اطمینان پاتے ہیں۔

بچہ ایک خاموش کیمرے کی طرح ہوتا ہے جو ماں باپ کی تمام حرکات و سکنات کا بغور جائزہ لیتا رہتا ہے اور پھر وہی نقوش اس کے ذہن کی تختی پر جم جاتے ہیں۔ اگر ماں باپ کا رویہ آپس میں خوشگوار نہ ہو ان میں ذہنی ہم آہنگی نہ ہو اور گھر میں موجود بزرگوں سے کیا جانے والا سلوک اچھا نہ ہو تو صرف زبان سے اخلاق نہیں سکھایا جاسکتا۔ تعلیم اُس وقت تک کچھ حیثیت نہیں رکھتی جب تک اُس میں حکمت اور عمل کا رنگ نہ گھولا جائے۔ بے عمل انسان چاہے جتنا مرضی اعلیٰ ڈگری یافتہ ہو، گدھے پر کتابیں لادنے کے مترادف ہے۔ جبکہ بعض کم تعلیم یافتہ ماں باپ جن میں دینی و اخلاقی شعور ہوتا ہے بہتر ثابت ہوتے ہیں۔ نرم و شائستہ زبان، نرمی اور پیار سے کہی ہوئی بات زیادہ پُر اثر ہوتی ہے۔ ہم نے اپنے بزرگوں کو دیکھا کہ اگر وہ ہم سے کسی بات پر ناراض ہوتے تب بھی یہی کہتے خوش قسمت، نیک نصیبوں والی یہ کیا کیا؟ یا پھر نور کے منہ والی اللہ تمہیں ہدایت دے۔ اور باپ بھی کبھی اپنی بیٹی سے سخت لہجے میں بات نہیں کرتے تھے۔

مائیں اگر اپنے بیٹوں کو چاند سی دلہن لا کر دینے کی بجائے نیک پارسا بیوی کا تصور بچپن سے دلائیں تو یقیناً ان میں نیک عورت کی عزت کا احساس پیدا ہو گا اور وہ ظاہری خوبصورتی کو کبھی مقدم نہ رکھیں گے۔

بچہ جب آنکھ کھولتا ہے تو وہ سب سے پہلے جس درسگاہ سے خاموشی کے ساتھ سیکھنا شروع کرتا ہے وہ اس کے والدین کی آغوش ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے

اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ وَاَحْسِنُوْا اَدَبَھُمْ۔ (ابن ماجہ)

اپنی اولاد کی بھی عزت کرو اور ان کی تربیت کو بہترین قالب میں ڈھالنے کی کوشش کرو۔

اسی سلسلے میں ایک واقعہ یاد آیا کہ ایک دن میری بیٹی جو بارہ یا تیرہ سال کی تھی میرے ساتھ باجماعت نماز پڑھ رہی تھی۔ کبھی میں نماز پڑھاتی اور کبھی انہیں کہتی کہ آپ نماز پڑھائیں اسی طرح نماز کے بعد ایک دن وہ مجھ سے پوچھنے لگی کہ فلاں لفظ کا کیا مطلب ہے؟ میں نے سنا تو مجھے بڑی حیرت ہوئی اور میں نے پوچھا بیٹے آپ نے یہ لفظ کہاں سے سنا ہے یہ تو بہت برا لفظ ہے اور ہم تو کبھی برے الفاظ اپنے گھر میں استعمال نہیں کرتے۔ تو اس نے بتایا کہ میں نے اپنی کلاس میں نئی آنے والی لڑکی سے سُنا ہے اور وہ اپنی باتوں میں یہ لفظ استعمال کرتی ہے میں نے اپنی بیٹی سے کہا کہ کل جا کر اس لڑکی سے کہنا کہ یہ اچھی بات نہیں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے۔

اس واقعہ سے مجھے حیرت بہت ہوئی کہ میں نے تو کبھی غور نہیں کیا تھا کہ یہ بچے اپنے والدین کو اتنی گہری نظر سے دیکھتے ہیں اور غیر محسوس طریقے سے ہر چیز ان کے ذہن پر اپنا اثر چھوڑ جاتی ہے۔ سو ہر ایک

بہر حال آج کے اس معاشرے اور وقت میں والدین کو بہت زیادہ اپنے آپ کو بچوں کے ساتھ دوستانہ لحاظ سے قریب لانے کی ضرورت ہے تا کہ وہ اپنی ہر بات کے لیے ماں باپ کی راہنمائی لیں اور گھر سے باہر دوست اور مشیر نہ ڈھونڈیں۔ بچوں کی بات سننے کے لیے والدین میں حوصلہ اور ہمت ہونی چاہیے۔ برداشت ہونی چاہیے تا کہ بچہ اعتماد کے ساتھ کھل کر اپنی بات کہہ سکے اور پھر والدین مناسب طریقے سے اس کی رہنمائی کر سکیں۔

معاشرے کے بد اثرات سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ والدین اپنے دینی علم میں خود کفیل ہوں اور اسلامی تعلیمات کو اپناتے ہوئے پُر اعتماد ہوں اور دوسروں کا دلائل کے ذریعے مقابلہ کر سکنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ بچوں کے سوالات کے تسلی بخش جواب دینے کی صلاحیت کے لیے ہمیں ہر وقت قرآن، سنت اور خلیفۂ وقت کے ساتھ ذاتی تعلقات کی ضرورت کی طرف بھی متوجہ کرتی ہے کیونکہ خلیفۂ وقت ہمیں آج کے دور کے بڑھتے ہوئے مسائل میں بہترین رہنمائی مہیا کر رہے ہیں۔ اور اگر ہمارا، ہمارے خلیفہ کے ساتھ مضبوط رشتہ ہو گا تو ہمارے بچے بھی ضرور ان چیزوں کو محسوس کریں گے اور پھر خلیفۂ وقت کی دعائیں ہماری دعاؤں کو تقویت بخشیں گی اور محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ہی ہمیں ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب ہو سکتی ہے اور ہم متقیوں کا امام بننے کی دعا کے مصداق بن سکتے ہیں آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ التجا ہے کہ وہ ہمیں حقیقی طور پر باعمل احمدی مسلمان بنا دے اور ہماری اولادوں اور نسلوں کو آسمان احمدیت کے روشن ستارے بنا دے۔ آمین یارب العالمین۔

بچوں کی تربیت میں والدین کا کردار از رُوئے قرآن

رافعہ امجد-----مسی ساگا ویسٹ

اولاد تمام والدین کی اُمیدوں کا محور ہوتی ہے۔ اور سب کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ اُنکی اولاد زندگی میں اعلیٰ مقام حاصل کرے۔ مختلف لوگوں کی نظر میں عالی مقام کا معیار مختلف ہو سکتا ہے لیکن ایک بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اولاد زندگی میں جس بھی مقام پر پہنچے۔ اس میں سب سے زیادہ عمل دخل والدین کی تربیت اور اس ماحول کا ہوتا ہے جو والدین اپنی اولاد کو مہیا کرتے ہیں۔

یہ سمجھ لیجئے کہ تربیت اولاد کی مثال ایک عمارت کی تعمیر جیسی ہے جو مختلف مراحل میں سے گزرتی ہے۔ سب سے پہلا مرحلہ مقصد کا تعین ہے کہ عمارت بننے کے بعد کس مقصد کے لیے استعمال ہو گی۔ رہائش کے لیے، اسکول کے طور پر یا کسی اور مقصد کے لیے۔ دوسرے مرحلے میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ عمارت بنانے والے کے وسائل بھی موجود ہیں یا نہیں اور تیسرے مرحلے پر نقشہ بنایا جاتا ہے جس کے مطابق عمارت تیار ہوتی ہے۔

1۔ اب آجائیں تربیتِ اولاد کی طرف تو یہ خدائے رحمن و رحیم کا ہم پر خاص فضل و احسان ہے کہ اس نے اپنی کتاب قرآن کریم کے ذریعے ان تمام مراحل میں ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ سب سے پہلے مقصد کے تعین کی بات کریں تو حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا قرآن کریم میں موجود ہے۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ۔

(آل عمران:39)

اے میرے رب مجھے اپنی جناب سے نیک اولاد عطا فرما۔ بے شک تو دعاؤں کو بہت سننے والا ہے۔

سورۃ آل عمران کی آیت 36 میں بھی اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے

یاد کرو جب آل عمران کی عورت نے کہا کہ اے میرے رب جو کچھ میرے پیٹ میں ہے اُسے آزاد کر کے میں نے تیری نظر کر دیا ہے اور اسے میری طرف سے جس طرح ہو قبول فرما بے شک تو بہت ہی سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

یعنی تربیت اولاد کا عمل پیدائش سے بھی پہلے شروع ہو جاتا ہے والدین کی نیک اولاد کی خواہش اور دعا تربیت کا سب سے پہلا مرحلہ ہے جو کہ نیک اولاد کے حصول کے لیے نہایت ضروری ہے۔

2۔ دوسرے مرحلے میں جس طرح عمارت بنوانے سے پہلے یہ دیکھا جاتا ہے کہ بنوانے والے کے پاس ضروری وسائل موجود ہیں یا نہیں۔ بعینہٖ نیک اولاد کی خواہش رکھنے والے والدین کے لیے اپنا جائزہ لینا ضروری ہے کہ کیا وہ نیکیاں جو وہ اپنی اولاد میں دیکھنے کی خواہش رکھتے ہیں ان میں موجود ہیں ہے یا وہ ان کو اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے لئے میاں بیوی دونوں کو ایک دوسرے کے لئے دعا کرنے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں یہ دعا سکھائی گئی ہے۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا-(الفرقان:75)

اے ہمارے رب! ہمیں اپنے ازواج اور اپنی اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔

ظاہر ہے نیک اولاد کی خواہش رکھنے والے والدین کی آنکھیں اُسی وقت ٹھنڈی ہو نگی جب وہ ایک دوسرے میں اور اپنی اولاد میں نیکیاں دیکھیں گے اور متقیوں کا امام متقی شخص ہی ہو سکتا ہے۔ یہ نہایت ہی پیاری دعا ہے۔ جس کا دائرہ آئندہ آنے والی نسلوں تک وسیع ہے۔

3۔ تربیت اولاد میں تیسرا اور انتہائی اہم مرحلہ یہ ہے کہ جیسے عمارت کا نقشہ اس کے مقصد کے مطابق تیار کیا جاتا ہے اسی طرح یہ طے کیا جائے کہ اولاد کی تربیت کن نقوش پر کرنی ہے اور اُسے کن باتوں کی تربیت دینی ہے۔

سورۃ لقمان کی آیات 14 تا 20 اس سلسلے میں ہماری مکمل راہنمائی کرتی ہیں۔ جیسا کہ آیت 14 میں آتا ہے۔

"اور یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا! اے میرے بیٹے اللہ کا شریک کسی کو مت قرار دے۔ شرک یقیناً بہت بڑا ظلم ہے"۔ گویا خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا شعور دینا اور شرک سے بچنے کی نصیحت کرنا والدین کا سب سے اہم فریضہ ہے۔ والدین کو چاہیئے کہ شروع سے ہی بچوں کو خدا تعالیٰ سے دعا کرنے کی عادت ڈالیں اور دعا کا بہترین ذریعہ نماز ہے۔ اگر والدین خود بھی نماز پڑھیں اور بچوں کو بھی سمجھائیں کہ نماز کے ذریعے ہم خدا تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے ہیں۔ اسکی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں اپنے تمام مسائل کے حل کے لئے اسی سے مدد مانگتے ہیں۔ اس کے علاوہ

کئی ہماری مشکلات دور نہیں کر سکتا تو بچے اور خدا کا تعلق وقت کے ساتھ ساتھ مضبوط ہوتا چلا جائے گا۔

آیت نمبر 15 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

''اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے متعلق یہ کہتے ہوئے کہ میرا اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کر۔ (احسان کرنے کا) تاکیدی حکم دیا تھا اور اسکی ماں نے اُسے کمزوری کے ایک دور کے بعد کمزوری کے دوسرے دور میں اُٹھایا تھا اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال کے عرصے میں تھا''۔

مذکورہ بالا آیت میں بچے کو شکر گزاری کا سبق سکھانے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ضروری ہے جو ہمارا مالک ہے بن مانگے دیتا ہے اور مانگنے پر بھی۔ اسکے بعد والدین جو کہ مشکلات میں سے گزر کر بچوں کو پالتے ہیں اس کے بعد عمومی طور پر یہ سمجھا دیا گیا کہ جو بھی کسی سے نیک سلوک کرے تو دوسرے کو بھی اس کی شکر گزاری کے طور پر نیک سلوک کرنا چاہئے۔ یہ ایک نہایت خوبصورت مضمون ہے جو گھر میں اور معاشرے میں پیار محبت اور خیر سگالی کے جذبات کو فروغ دینے کے لیئے نہایت ضروری ہے۔ جیسا کہ سورہ رحمن کی آیت 61 میں آتا ہے

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ۔ کیا نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا بھی کچھ ہے۔

آیت 16 میں تربیت کے ایک اور پہلو کی طرف اشارہ کیا گیا ہے

''اور اگر وہ دونوں تجھ سے بحث کریں کہ تو کسی کو میرا شریک تقرر کر تو تُو ان دونوں کی بات مت مانیو۔ ہاں دنیاوی معاملات میں انکے ساتھ نیک تعلقات قائم رکھو اور اُس شخص کے پیچھے چلو جو میری طرف جھکتا ہے اور تم سب کا لوٹنا میری طرف ہو گا اس وقت میں تم کو تمہارے عمل سے خبر دار کروں گا''۔

اس آیت میں شرک کی ممانعت پر مزید زور دینے کے علاوہ بچے کو اس بات کی تربیت کی ہدایت دی گئی ہے کہ غلط بات کے آگے سر نہیں جھکاتا اور صرف اور صرف خدا پر بھروسہ کرنا ہے خواہ وہ کتنا ہی قریبی رشتہ ہو۔ اگر خدا کے حکم کے خلاف بات کہے تو ہرگز اسکی اطاعت نہیں کرنی۔

زیر بحث آیت میں ایک اور نکتہ بھی ہمارے سامنے آتا ہے۔ وہ رواداری کا ہے کہ اگر کوئی آپ کے نکتہ نظر سے اختلاف کرے تو بھی دنیاوی معاملات میں اسکے ساتھ نیک تعلقات قائم رکھنے چاہئیں لیکن بہر حال اطاعت اسی کی کرنی ہے جو خدا کے آگے جھکے۔

اس کے بعد آیت نمبر 17 میں آتا ہے

''(لقمان نے کہا کہ) اے میرے بیٹے بات یہ ہے کہ اگر ایک عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہو پھر وہ رائی کے برابر عمل کسی پتھر میں یا آسمانوں میں یا زمین میں چھپا ہوا ہو تو اللہ اس کو ظاہر کر دے گا۔ اللہ باریک سے باریک راز کو پا لینے والا اور بہت خبر دار رہے''۔

زیر نظر آیت میں تربیت کا یہ پہلو سمجھایا گیا ہے کہ بچے کو یہ بات ذہن نشین کروا دیں کہ ہر عمل اچھا ہو یا برا۔ چھوٹا ہو یا بڑا اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہے۔ وہ کسی بھی عمل کو ضائع نہیں کرے گا اس لیئے چھوٹی سے چھوٹی نیکی اختیار کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیئے اور ہر قسم کے گناہ سے بچنا چاہیئے کیونکہ دنیا کی نظر سے تو گناہ چھپ سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو بہر حال حساب دینا ہے۔ یہ ایسا کار آمد نکتہ ہے۔ اگر اس پر عمل کیا جائے تو والدین کو ہر وقت کی بچے کی نگرانی نہیں کرنی پڑے گی اور تربیت کا کام بہت آسان ہو جائے گا۔

اگلی آیت نمبر 18 میں آتا ہے

''اے میرے بیٹے نماز کو (تمام شرائط کے ساتھ) قائم رکھ اور معروف باتوں کا حکم دیتا رہ اور ناپسند باتوں سے روکتا رہ اور جو (تنگی، ترشی) تجھے پہنچے۔ اُس پر صبر سے کام لے۔ یہ بات نہایت ہی ہمت والے کاموں میں سے ہے''۔

مندرجہ بالا آیت اس سے پچھلی آیت کا تسلسل ہے اور تربیت کا اگلا درجہ ہے۔ پچھلی آیت میں اپنی ذات کے حوالے سے نیکی پر قائم رہنے اور برائی سے بچنے کا سبق ہے۔ اس آیت میں دوسروں کو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی تعلیم ہے اور ایسا وہی کر سکتا ہے۔ جو خود اس پر عمل کرتا ہو۔ اس مقصد کے لئے بچے کو دعا سے کام لینے کے لئے نماز کی تاکید کی گئی ہے اور اس عمل میں بعض اوقات مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جس پر صبر کی ہدایت کی گئی ہے اور ساتھ یہ بھی فرما دیا گیا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر کسی کے بس کی بات نہیں بلکہ نہایت ہمت والے کاموں میں سے ہے اور اس کے لیے دعا اور صبر کے ہتھیار سے کام لینا چاہئے۔

آیت نمبر 19 میں ہدایت کی گئی ہے کہ

''اور اپنے گال لوگوں کے سامنے (غصے سے) مت پھلا اور زمین میں تکبر سے مت چل۔ اللہ یقیناً ہر شیخی بگھارنے والے اور فخر کرنے والے سے پیار نہیں کرتا''۔ دی گئی آیت میں تکبر کی بیماری سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی اور عاجزی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ کبر تو اللہ تعالیٰ کی چادر ہے اور اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ یہ ایسا پہلو ہے جس کو اختیار کرنے سے معاشرے میں پیار، محبت اور امن قائم رہتا ہے۔ اگر انسان عاجزی اور انکسار سے سب سے پیش آئے گا تو لڑائی جھگڑے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

آیت نمبر 20 میں جو تربیت کا نکتہ بیان ہوا ہے اس کو اختیار کرنے سے زندگی کی ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے فرمایا

''اور اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز کو دھیما رکھا کر۔ کیونکہ آوازوں

میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ آواز گدھے کی ہے (جو بہت اونچی ہوتی ہے)"۔

میانہ روی زندگی کا سنہرا اصل ہے۔ جس کی ضرورت اس کے ہر موڑ پر پڑتی ہے مثلاً اگر انسان اپنے کھانے پینے کی عادات میں ہی میانہ روی اختیار کر لے۔ تو ایک صحت مند زندگی گزار سکتا ہے۔ کچھ لوگ ہر وقت کھاتے رہتے ہیں اور کچھ زندگی کی مصروفیات میں اس حد تک پھنسے ہوتے ہیں کہ کھانے کا دھیان ہی نہیں ہوتا۔ اسی طرح کچھ لوگ صرف اپنی ہی ذات میں گم ہوتے ہیں کہ کسی کی تکلیف کا احساس تک نہیں ہوتا۔ تو قرآن کریم نے میانہ روی کا اصول سمجھا دیا کہ اس کو اختیار کرنے سے زندگی حسین ہو سکتی ہے۔

مختصراً یہ کہ قرآن کریم میں تربیت اولاد کا جو نقشہ سمجھایا گیا ہے۔ اس میں شرک کی ممانعت، احترامِ والدین، توکل علی اللہ، شکر گزاری، قیام نماز، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، تکبر سے ممانعت، میانہ روی کے ایسے بنیادی نکات ہیں۔ جو اعلیٰ کردار سازی کے بنیادی ستون ہیں جو اولاد کے لئے اس دنیا میں بھی کامیابی کے ضامن ہیں اور آخرت میں بھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں اس زمانے کے لیے مربی بن کر آئے تربیت اولاد کے سلسلے میں فرماتے ہیں۔

" پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لیے ایک عمدہ نمونہ نیکی کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دین دار بنانے کے لیے سعی اور دعا کرو۔ جس قدر کوشش تم ان کے لیئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو"۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 109 ایڈیشن 1983 مطبوعہ انگلینڈ)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اولاد کی بہترین رنگ میں تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(بقیہ از صفحہ نمبر 24)

- وقتاً فوقتاً خلفائے وقت کے ارشادات پڑھ کر سُنائیں جن سے قربانی کرنے کی ضرورت کا پتہ چلے اور اُنہیں قربانی کی اہمیت کا احساس ہو سکے۔
- اسی طرح اگر خلیفہ وقت کی طرف سے کسی نئی تحریک کا آغاز ہو تو اُن کو تفصیل کے ساتھ اُس نئی تحریک کے فوائد سمجھائیں اور خود وعدہ لکھوانے کے ساتھ بچے کو بھی وعدہ لکھوانے کی طرف متوجہ کریں تا کہ وہ اطاعت کا مفہوم بھی سمجھیں اور قربانی کے جذبے سے بھی سرشار ہوں۔
- تحریک جدید اور وقف جدید کے نئے سال کے آغاز پر جس طرح خلیفہ وقت مختلف ممالک کے لوگوں کے قربانی کے پھل ملنے کے ایمان افروز واقعات بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح بچوں کو قربانی کی برکت سے آگاہ کرتے ہوئے ایسے واقعات سُنائیں جن سے وہ بھی متاثر ہو کر بڑھ چڑھ کر قربانی کرنے والے بن سکیں۔
- والدین کا بچوں کے سامنے قربانی پیش کرنا اور اُنہیں بھی ایسے طریق سے قربانی میں شامل کرنا کہ وہ اُس کا حصہ بن سکیں جیسا کہ چھوٹی عمر میں اُن کو پہلے کچھ رقم دی جائے اور پھر اُن سے اُسی رقم میں سے چندہ کی ادائیگی کے متعلق تاکید کی جائے۔
- ایک بہن نے اپنی والدہ صاحبہ کی مثال دی کہ وہ اپنے چندہ کی ادائیگی کی ہر ایک رسید کو سنبھال کر رکھتیں اور بار بار ہم بچوں کو بتاتیں کہ ان رسیدوں کو سنبھال کر رکھنا کتنا اہم ہے اور ماہانہ چندہ کی ادائیگی میں کس قدر برکت ہے۔ اس طرح ہمیں ماہانہ چندہ کی ادائیگی کی عادت پڑی اور چندہ کی رسید کا احترام کرنے کا سلیقہ بھی سیکھنے کو ملا۔

یُوں ثابت ہوتا ہے کہ جب والدین اور گھر کے بزرگوں کی مثالیں بچوں کے سامنے پیش کی جائیں گی اور اُنہیں ان اہم مقاصد کی اہمیت سے آگاہ کیا جائے گا تب ہی وہ بھی مثالی قربانی کرنے والے بن سکیں گے۔

مثلث حل

جواب تلاش کریں

جواب: بوجھو تو جانیں

1. حلوہ پوری کی پوری
2. سُرخ ہی رہے گا
3. گیلا ہو کر نکلے گا
4. قدم
5. بارہ مہینے

اَن دیکھے جراثیم

خالدہ ظفر۔۔۔۔۔۔۔برمپٹن میک وین

عام طور پر سب کو اس بات سے آگاہی ہوتی ہے کہ جراثیم کن کن چیزوں سے پیدا ہوتے ہیں یا کن کن چیزوں میں پائے جاتے ہیں اور ہماری بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ ان سے حتی الوسع بچا جائے۔ لیکن آج میں آپ کو چند ایسے جراثیم کے بارے میں بتانا چاہوں گی جن کے بارے میں عام طور پر نہ کسی نے غور کیا ہو گا نہ سوچا ہو گا۔

نمبر 1: باہر کے ممالک میں تو شاید دستر خوان میں روٹی دینے یا بریڈ دینے کا رواج کم ہو گا۔ زیادہ تر (disposable) رومال استعمال ہوتے ہیں۔ مگر پاکستان میں تقریباً ہر گھر میں دستر خوان میں روٹی لپیٹ کر دی جاتی ہے۔ اکثر بڑے بزرگ کھانا کھاتے ہوئے بار بار دستر خوان سے ہاتھ پونچھتے جاتے ہیں۔ خاص طور پر شوربہ والا سالن ہو۔ فرض کریں کوئی بیمار ہو، نزلہ زکام یا ایسی بیماری کا شکار ہو جو ایک دوسرے سے لگنے والی ہو جس سے کافی حد تک جراثیم لگنے کا خدشہ ہوتا ہے (کیونکہ دستر خوان جب کسی بیمار شخص کو دیا جاتا ہے اور پھر دوبارہ اسی دستر خوان میں روٹی لپیٹ کر باقی افراد خانہ کو دی جاتی ہے یا اکثر اسی دستر خوان سے روٹی سینکی جاتی ہے) تو سمجھیں جراثیم کا سفر شروع ہو گیا۔

نمبر 2۔ اکثر ہم لوگ اپنا جوٹھا بچوں کو کھلاتے ہیں جن میں ہم خود یا ہمارے بزرگ شامل ہوتے ہیں۔ نتیجہ بچوں میں بھی جراثیم پرورش پانا شروع کر دیتے ہیں مثلاً اپنا جوٹھا پانی، چائے، کوئی مشروب پلانا یا کوئی چیز منہ میں ڈال کر چبا کر بچے کے منہ میں ڈالنا یہ سب بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔ جائزہ لیں تو بچے اکثر اسکول سے بیمار ہو کر آتے ہیں یا ایک دوسرے کی بوتل سے پانی پینے کے باعث یا کوئی بچہ نزلہ زکام کھانسی کر رہا ہو تو بچوں کی بے احتیاطی کے باعث بیماری کا شکار ہوتے ہیں۔ اسلئے کوشش کریں کہ گھر میں بچوں کو الگ الگ کھانا پینا دیں۔

نمبر 3 : اکثر فلو، کھانسی میں ہم لوگ بہت احتیاط کرتے ہیں۔ پچھلے دنوں مجھے زکام ہوا کہ مت ماری گئی مگر ایک بڑا تجربہ ہوا کہ زکام میں ہم ہر وقت ٹشو پیپر ہاتھ میں رکھتے ہیں۔ ٹشو بھی بار بار بھر جاتے ہیں۔ اس دوران میری توجہ اس طرف ہوئی کہ بار بار نظر کی عینک استعمال کرنی پڑتی ہے، موبائل تھوڑی تھوڑی دیر بعد استعمال کرتے ہیں پھر عینک کو استعمال کرتے وقت عجیب سا چپکا چپکا لمس محسوس ہوا۔ اُس وقت آگاہی ہوئی کہ جو زکام میں ٹشو استعمال ہو وہ ظاہر ہے گیلا ہو جاتا ہے اور وہی زکام کے جراثیم موبائل اور عینک پر رہ جاتے ہیں۔ انہی چیزوں کو استعمال کرتے ہوئے ہم کھانا بناتے ہیں اور دوسرے کام کرتے ہیں۔ مگر موبائل وغیرہ کوئی دوسرا استعمال کرے تو اس کو بھی زکام ہو سکتا ہے۔ کوشش کرنی چاہیے موبائل اور عینک کو بھی ٹشو سے صاف رکھا جائے۔ اسی زکام کی حالت میں بازار سے سامان لینے گئی ایک ہاتھ میں ٹشو پیپر دوسرے ہاتھ میں لفافے میں کھانے پینے کی اشیاء ڈال رہی تھی۔ مگر الجھن ہو رہی تھی کہ میرے زکام زدہ ہاتھ میرے جراثیموں کو نمود دے رہے تھے۔ یہ چھوٹی باتیں ہیں مگر اکثر ہم بڑی بڑی باتوں کا خیال رکھتے ہوئے چھوٹی چھوٹی جزئیات کو نظر انداز کر دیتے ہیں جو بعد میں پریشانی کا باعث بنتی ہیں۔

نمبر 4۔ اسی طرح اکثر خواتین نمک مرچ چکھنے کے لیے چمچ سے ہی منہ لگا کر دوبارہ ہنڈیا میں ڈال دیتی ہیں۔ کئی لوگوں کو انگلی لگا لگا کر (کھانا یا سویٹ ڈش چیک کرنے کے لئے) چاٹنا ہوتا ہے اور بار بار یہ عمل دہرایا جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے آپ کے پاس ایسا شخص ہو جس کو آپ کی یہ بات ناگوار گزر رہی ہو اور بیچارا اخلاقاً چپ ہو، اُس کا دل نہ کرے اس گھر سے کھانا کھائے۔

آخر میں اس حوالے سے ایک مزیدار واقعہ سنانا چاہتی ہوں۔ صفائی پسند ہونا اور صفائی کا خیال رکھنا دو مختلف چیزیں ہیں۔ ہماری ہمسائی بڑی صفائی پسند تھیں اُن کا بس چلے تو بندوں کو روز واشنگ مشین میں ایک ایک چکر دے کر ساری میل نکال لیں۔ ایک مرتبہ مَیں اُن کے گھر میں بیٹھی ہوئی تھی موصوفہ روٹیاں پکا رہی تھیں۔ انکی ساس کہیں باہر سے آئیں، دروازے کے پاس جوتی اتار کر اوپر چلی گئیں۔ یہ روٹی پکاتے پکاتے فوراً بھاگ کر گئیں، ساتھ ہی باتھ روم میں انکی جوتی جھاڑی، ہاتھ اچھی طرح جھاڑے اور روٹی پکانے لگ گئیں۔ میں اس خاتون کی عقل پر ماتم کرتی رہ گئی کہ جوتی سے مٹی تو صاف کر دی اور جوتی والے ہاتھ سے جو روٹی پکائی وہ کس کھاتے میں گئی۔

اب آپ خود ہی سوچ لیں اور نتیجہ اخذ کریں۔

جوتی صاف یا روٹی

کونسا جراثیم خطرناک جو نظر آرہا ہے یا جو چھپا ہوا ہے؟

حالاتِ حاضرہ کو ایک سال ہو گیا

فرخ دلدار۔۔۔۔۔۔۔وان ایسٹ

یہ مضمون ٹورانٹو کی خواتین کی ہفتہ وار تعلیم و تربیت کلاسز کے دوبارہ اجراء کے موقعہ پر بہنوں کو خوش آمدید کہنے کے لئے پڑھا گیا۔ دراصل کورونا بیماری کے پھیلنے سے قبل شعبہ تعلیم کی طرف سے منعقدہ کلاسز تمام حلقہ جات میں باقاعدگی سے ہفتہ وار منعقد ہوتی تھیں اور بہنوں کو ساتھ مل بیٹھ کر نصاب تعلیم سے فائدہ اُٹھانے کا موقع ملتا اور بعد از کلاس کبھی کبھار چائے وغیرہ پینے کے ساتھ ایک خوشگوار محفل سے لطف اندوز ہونے کا بھی موقع مل جاتا تھا۔

پھر جو اچانک دنیا کا نظام درہم برہم ہوا تو ہر چیز بکھر کر رہ گئی۔ ان حالات میں جیسے ہی دوبارہ ٹیلی فون کلاس کی اجازت ملی تو سب کی خوشی محسوس کی جاسکتی تھی۔ لیکن حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ بھی لازمی تھا جو کیا گیا۔ انور مسعود نے ایک دفعہ پاکستان کے حالات کے بارے میں کہا کہ پاکستان کے حالاتِ حاضرہ کو کئی سال ہو گئے ہیں۔ اُسی تناظر میں مَیں نے بھی عنوان لگایا کہ حالاتِ حاضرہ کو ایک سال ہو گیا۔

چھوڑ بیٹھے تھے ہم جس بزم میں آنا جانا

آج پھر اس بزم میں ہم سب کی پذیرائی ہے

خوش آمدید۔ میری بہنو، میری سہیلیو۔ میری بلبلو۔ آپ سب کا چہچہانا اور کھلکھلانا بہت یاد آتا ہے۔ اچھے دن تھے جو کہ اب خواب ہوتے جارہے ہیں۔

ہم پرانے لوگ اکثر بات کرتے ہوئے کہتے تھے کہ ایک زمانہ تھا۔ ہم اسطرح رہتے اور ملتے جلتے تھے۔ یُوں ہوتا تھا۔ وُوں ہوتا تھا۔ اور اب۔ خدا تعالیٰ کی قدرت دیکھئے کہ دیکھتے ہی دیکھتے بچے بھی کہنے لگے ہیں کہ پہلے یوں ہوتا تھا۔ ہم یوں کرتے تھے وغیرہ۔ once upon a time والی بات اب پلک جھپکتے ہی حقیقت بن چکی ہے۔ اب تو کہیں فضاؤں میں ہی دنیا بس رہی ہے اور لوگ اپنے گھروں کے قید خانوں میں بند اپنے فون کانوں پر لگائے یا کمپیوٹر اور ٹی وی کی سکرین پر نظر بچھائے اسی آفاقی دنیا کے سہارے جی رہے ہیں۔ عجب بن باس ہے۔ جس میں رہنے کے لئے خدا تعالیٰ نے انٹرنیٹ ایجاد کروا کر ہمیں پہلے سے ہی تیار کر دیا تھا۔ خدا تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔ اس قیدِ اندرونِ خانہ داری میں کچھ تنہائی کا بھی مداوا کر دیا۔

اس ایک سال کی یہ بیرونی دنیا سے بے تعلقی اندرونی دنیا کو تو جیسے بسا گئی ہے۔ تمام افرادِ خانہ جن کی شکلیں رات دن کے مختلف اوقات میں ہی نظر آتی تھیں۔ اب ہر وقت سر پر سوار رہنے لگی ہیں۔ یعنی نظر آنے لگی ہیں۔ باہمی محبت و تعاون بڑھنے لگا ہے۔ مردوں کو عورتوں کے کاموں کا بھی کچھ احساس ہونے لگا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس گھر کی ہما ہمی میں عورت پھر سے خسارے میں ہے۔ تمام دن رات گھن چکر بنی رہتی ہے۔

لیکن حقیقتاً ان نئے زمانے کے گھروں میں پرانے زمانے کے گھروں کی زندگی پھر سے دَر آئی ہے۔ کئی گھروں میں سکون و تنہائی کی فراوانی ہے اور کہیں شور شرابا اور بے سکونی کی مانامانی ہے۔ لیکن ایک بات یہ ہے کہ ہم احمدیوں کے گھر مسجدیں بن گئے ہیں نماز باجماعت، درسِ قرآن و حدیث و ملفوظات ہر گھر کا معمول بن گیا ہے۔ بچوں کے لئے حسبِ توفیق تربیت اور کوالٹی ٹائم بھی دستیاب ہے۔ روایتی گھریلو جھگڑے، نوک جھونک، ہنسی مذاق پھر سے ہونے لگے ہیں۔ بچوں کے قہقہے اور شور و لڑائی پھر سے گھروں کی رونق بن گئے ہیں۔ یعنی ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق، بے سکونی میں بھی ایک قسم کا سکون پایا جارہا ہے۔

کسی کے گھر جاتے ہوئے تیار ہونا بے کار سا لگتا ہے! اور گھروں میں میک اپ کی کس کو ہوش ہوتی ہے۔ کپڑوں کا گھمبیر مسئلہ بھی کافی حل ہو گیا ہے۔ نہ کہیں جاؤ، نہ آؤ، نہ نئے کپڑے بنواؤ۔ کوئی فیشن کی دوڑ نہیں ہے۔

البتہ اب سوچ آتی ہے کہ اتنے مہنگے، خوبصورت لباس، ہائے فاخرہ کیا ہو گا۔ الماریاں لدی پڑی ہیں، کئی بوتیکوں کا سامان تو گھر میں پڑا ہے۔ ہینگروں پر لٹکے ہوئے کپڑے فریاد کناں ہیں۔ مگر کہیں کوئی بلاتا ہی نہیں، تو پہنیں کہاں۔

گھروں کی ٹپ ٹاپ بھی کچھ ماند سی پڑ گئی ہے۔ نہ کوئی آئے نہ کوئی جائے۔ بھلے جس طرح چاہو رہو۔ کباب، سموسے، رولز اور دیگر اشیائے خوردنی جو مہمانوں کی ضیافت کے لئے تیار کر کے رکھتے تھے وہ بھی اب صرف اپنے چٹخارے پورے کرنے کو بنتے ہیں۔ کوئی پھٹک ہی نہیں سکتا تو کھلائیں کس کو۔ خود بھی کبھی کسی کے ہاں پھٹکنے کو جی چاہتا ہے مگر ڈر کے مارے دروازے سے ہی سلام، دُعا کر کے واپس۔ باقی رہی زنانہ گپ شپ تو اُس کا حال کچھ یوں ہے کہ

؎ عہدِ پیری شباب کی باتیں ایسے ہے جیسے خواب کی باتیں

اب کہاں وہ عیاشیاں اور کہاں وہ گذرے ہوئے حسین لمحاتِ طلسمات۔ اب تو عزیزو بس اللہ ہی اللہ ہے جس نے یہ سیل فون دیا ہے۔ یہ نہ ہوتا تو اس وقت ہم یہ تعلیم کلاس کیسے سُن رہے ہوتے۔۔۔ ہیں ناں!

میری پیاری امی منور رشید

سعدیہ لقمان- ----بریڈفورڈ

ماں جو دنیا کا پیارا ترین رشتہ ہے جب چھن جائے تو اس وجود کی قدر پہلے سے زیادہ محسوس ہوتی ہے اور دنیا کے خاردار راستوں پر اُس وجود کی دعاؤں کی بہت کمی محسوس ہوتی ہے۔

میری پیاری امّی جان جن کو ہم سے جدا ہوئے آج ایک سال ہو گیا ہے لیکن اس پورے سال میں ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا ہو گا جب دل نے انہیں یاد نہ کیا ہو۔

میری والدہ جن کی بیٹی ہونے پر میں بے حد فخر محسوس کرتی ہوں جو کہ ایک عظیم ماں ہی نہیں بلکہ ایک عظیم انسان بھی تھیں۔

وہ خدا تعالیٰ سے بہت پیار کرتی تھیں وہ ہمیشہ خدا تعالیٰ سے بے پناہ پیار کا اور خدا تعالیٰ سے بیش بہا مانگنے کا سبق دیتی تھیں۔ وہ کہا کرتی تھیں کہ خدا تعالیٰ سے دعائیں بھی قیامت تک کی نسلوں کے لیے مانگا کرو۔ وہ ہمیشہ کہا کرتی تھیں کہ زندگی کے ہر معاملے میں خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق اپنے فیصلے کرو چاہے وہ فیصلے تلخ ہی کیوں نہ محسوس ہوں۔ وہ کہا کرتی تھیں کہ اگر اپنے بچوں کو پیار بھی کرنا ہے تو یہ سوچ کر کرو کہ اس کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اس سے خدا بہت خوش ہو گا۔

امّی جان کو قرآن مجید سے بے پناہ محبت تھی آپ ہمیشہ قرآن مجید کو ترجمہ سے پڑھتی تھیں اور اس میں بیان تمام احکام کو نہ صرف نشان لگا کر نمایاں کرتیں بلکہ ہمیشہ اُن پر عمل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتیں۔ آپ نے عربی زبان میں ایم۔اے کیا تھا اور قرآن کریم کو گرائمر کے ساتھ سمجھتی تھیں۔ آپ اپنی آخری عمر تک لوگوں کو قرآن کریم کا ترجمہ سکھاتی رہیں۔ بعض اوقات کوئی مجبوری ہوتی تو فون پر پڑھا دیتیں۔

وہ رسول خدا اور ان کے پیارے مسیح کی عاشق تھیں۔ آپ ہر وقت احادیث اور تصانیف حضرت مسیح موعودؑ کا مطالعہ کرتی رہتیں۔ کہا کرتی تھیں کہ مجھے ہر دفعہ پڑھ کر نئی لذت محسوس ہوتی ہے اور نئی بات سمجھ آتی ہے۔ امّی جان کو خلافت سے بے شمار اطاعت و محبت تھی۔ خلیفہ وقت کی فرمودہ ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتی تھیں۔ چندہ جات کی ادائیگی نہ صرف اپنی طرف سے ہر وقت اور باقاعدگی سے کرتیں بلکہ بزرگان اسلام سے لے کر اپنے والدین مرحوم تک کے بھی چندہ جات ادا کرتیں۔

انہیں اپنی زندگی میں بہت سارے جماعتی عہدوں یعنی سیکرٹری مال، نگران حلقہ، صدر لجنہ شہر اوکاڑہ، صدر لجنہ ضلع اوکاڑہ، صدر لجنہ ہالینڈ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ ان کاموں کے علاوہ جو ان کا سب سے پسندیدہ کام تھا وہ تھا دعوت الی اللہ۔ وہ ہر وقت، ہر جگہ دلیری سے اسلام کی تبلیغ کیا کرتیں اپنے عمل اور اخلاق سے بھی تبلیغ کیا کرتیں۔ کبھی کسی کو بیعت کرنے کا خود نہ کہتیں بلکہ صرف دعا کرتیں اور بعد میں خدا تعالیٰ انہیں پھلوں سے نوازتا تو بہت خوش ہوتیں اور محض خدا کے فضل سے ان کے حاصل کردہ پھل بھی بہتریں داعی الی اللہ ہیں اور وہ میری والدہ کا صدقہ جاریہ بن گئے ہیں۔

امّی جان بالکل بھی تنگ نظر نہ تھیں وہ ہر مذہب کے ماننے والوں سے پیار کرتی تھیں اور ان کے مذہب کا مطالعہ کرتی تھیں اور یہ جاننے کی کوشش کرتیں کہ یہ مذہب اسلام سے کتنا دور ہے۔ وہ درحقیقت انسانیت سے پیار کرتی تھیں۔

وہ اپنے عمل سے ہمیشہ ہمیں نیکی اور تقویٰ کے کاموں کی رغبت دیتیں اور تلقین کرتیں کہ اپنی زندگیاں بامقصد بناؤ، ہر دن عمر گھٹتی ہے انسانیت کے لئے کچھ ایسا کر جاؤ جسے ہمیشہ اچھے لفظوں میں یاد رکھا جائے اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو جائے۔

امّی جان کمزوروں کے حق کے لئے لڑنے والی تھیں اور غریبوں کی ہمیشہ ساتھی بن کر رہیں ان کو خدا تعالیٰ کے کمزور بندوں سے کچھ خاص ہی پیار تھا وہ ان کے کام آ کر ایسا عجیب سکون محسوس کرتیں جو دنیا کی قیمتی سے قیمتی شے ملنے سے بھی نہیں ہو سکتا تھا۔

وہ بہت درویش اور دل کی غنی تھیں۔ سب کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں لوٹا دینے کا حوصلہ رکھتی تھیں لیکن خاموشی کے ساتھ۔ کبھی کسی سوالی کے سوال کو لوٹایا نہیں، کپڑے، دولت، زیور یہاں تک کہ اولاد بھی کسی محروم نے مانگی تو وہ بڑے حوصلے سے دی اور اپنی ممتا کو بالکل آڑے نہیں آنے دیا۔ وہ بہت سے فلاحی کام کرنا چاہتی تھیں اور اسی مقصد کے حصول کے لئے وہ مردوں سے بڑھ کر بغیر ڈرے ہر طرح کا خطرہ لے کر بڑے پیمانے پر بزنس کرنا چاہتی تھیں جس کی آمد صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی کمزور مخلوق کے لئے استعمال ہو۔

شاید اسی لئے انہیں کبھی بھی عام عورتوں کی طرح زیور بنانے اور جمع کرنے کا شوق ہی نہیں تھا۔ ان کی طبیعت میں بہت سادگی اور عاجزی تھی، بالکل تکلف نہیں کرتی

تھیں۔ان میں مہمان نوازی حد سے بڑھ کر تھیں امّی جان کے خدمت خلق کے واقعات میری یادداشت میں اتنے زیادہ ہیں کہ سب کا ذکر کرنا میرے لیے اس وقت ناممکن ہے لیکن اگر میں ان کی مخلوق خدا کی خدمات کا مختصر جائزہ لوں تو ان کی مالی خدمت سرفہرست ہے۔ جو انہوں نے جماعت میں بھی کی اور جماعت سے باہر بھی انسانیت کو بچانے والے ٹرسٹ میں ڈونیشن دی اور جانوروں کی خدمت کرنے والے ٹرسٹ کو بھی مالی مدد دی، کسی کو زمین دلا کر مدد کی تو کسی کو زیور دیکر، کسی کی شادی میں مدد کی تو کسی کو مفت تعلیم دے کر، کسی کی ماہانہ مدد کر دی تو کسی کو روزگار ہی دلا دیا۔اسی طرح امّی جان نے علمی خدمت سکول کھول کر بھی کی اور قرآن کریم کی تعلیم دے کر بھی۔ بہت سے بے گھروں کو گھر میں پناہ دے کر بھی مخلوق خدا کی خدمت کی اور کسی Abnormal رشتہ دار کو مینٹل ہاسپٹل سے نکلوا کر اس کی عمر میں اضافے میں بھی مدد کی جو شاید ہاسپٹل میں کب کی تاریخ کا حصّہ بن چکی ہوتیں۔

امّی جان نے یتیم کو نہ صرف اپنا کر بلکہ اپنے گھر کا ایک اہم رکن بنا کر بھی خدمت خلق کی۔ آپ نے خدمت خلق رشتے کروا کر بھی کی اور بعض ٹوٹے رشتوں کو دوبارہ جڑوا کر بھی کی۔ آپ نے مریضوں کو دوا دلا کر بھی خدمت کی اور دعا دے کر بھی۔ آپ نے تبلیغ سے بھی خدمت کی اور تربیت اخلاق سے بھی۔ غرض مخلوق خدا کی خدمت جس جس رنگ میں ہو سکتی تھی میری امّی نے خدا تعالیٰ کے فضل سے اور اسی خدا کی دی ہوئی توفیق سے کی انہوں نے 65 سال کی زندگی میں 100 سال سے زیادہ کے کام کر دیئے۔ میری امّی جان بہت مضبوط قوت ارادی کی مالک تھیں جو ارادہ کر لیا وہ پورا کر کے چھوڑتیں۔ بہت باحوصلہ اور صبر کرنے والی تھیں۔ بہت ساری بیماریوں کے حملہ کے باوجود وہ کبھی بھی اپنے آپ کو بیمار تسلیم نہیں کرتی تھیں۔ جب ان کا جسم بہت کمزور پڑ گیا اس وقت بھی ان کے ارادوں میں کوئی کمزوری نہیں آئی تھی۔ آخر کار جسم نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور وہ مختصر علالت کے بعد اپنے بہت ہی پیارے خدا کے پاس چلی گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ان کی تدفین ربوہ میں موصیان کے نئے بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔ تمام احباب سے اُن کے درجات کی بلندی، اُن کی مغفرت اور اُن کی نیکیاں قیامت تک ان کی نسلوں میں جاری رہنے کی عاجزانہ درخواست دعا کی طالب ہوں۔

دل نادان

نصرت سرفراز ملک۔۔۔۔۔ہملٹن ماؤنٹین

دل نادان کو ہم نے سمجھایا بہت

ان رشتوں کو ہم نے نبھایا بہت

کمی ہم میں ہی شاید کہیں رہ گئی

وہ نہ سمجھے ہم نے سمجھایا بہت

دکھی دل کو ہم نے بہلایا بہت

خود روئے اوروں کو ہنسایا بہت

پیار سب سے نفرت کسی سے نہیں

اس موٹو کو بھی ہم نے اپنایا بہت

ہم ہی اک آس لگائے بیٹھے رہے

انہوں نے ترسایا اور تڑپایا بہت

بے بس کچھ ایسے ہم ہو گئے

رشتے نبھاتے زخم کھائے بہت

خون کے رشتوں میں یہ کیسی دراڑ آ گئی

نہ کوئی اپنا رہا نہ اپنائیت رہی

آسمانی کتابوں سے متعلق معلوماتی صفحہ

از: امتہ الرفیق ظفر صاحبہ
سابق صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا

ممبرات کے افاضۂ علم کے لئے ایک نیا سلسلہ شروع کیا جارہا ہے۔اس سلسلے کی پہلی قسط پیش ہے۔

1) مشہور آسمانی کتابیں کتنی ہیں اور ان کے نام کیا ہیں؟

جواب: مشہور آسمانی کتابیں چار ہیں اور ان کے نام یہ ہیں۔تورات، انجیل، زبور، قرآن مجید

2) تورات کس پیغمبر کو دی گئی؟

جواب: تورات حضرت موسٰی علیہ السلام کو دی گئی۔

3) تورات کے معنی کیا ہیں؟

جواب: تورات عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی اصول یا قانون کے ہیں۔نیز تورات کا لفظ وری سے نکلا ہے جس کے معنی آگ روشن کرنا ہے۔تورات حضرت ابراہیمؑ کے بعد نازل ہوئی۔

4) تورات جن اشیاء پر لکھی گئی تھی وہ کیا کہلاتی ہیں؟

جواب: الواح

5) یہودی کس عہد نامہ کو اپنی کتاب سمجھتے ہیں؟

جواب: یہودی پُرانے عہد نامے کو اپنی کتاب سمجھتے ہیں۔

6) پرانا عہد نامہ کتنی کتابوں پر مشتمل ہے؟

جواب: پرانا عہد نامہ 24 کتابوں پر مشتمل ہے۔

7) تورات کسے کہتے ہیں؟

جواب: پرانا عہد نامہ جو 24 کتابوں پر مشتمل ہے۔اس کی پہلی 5 کتابوں کو تورات کہتے ہیں۔

8) پرانا عہد نامہ تورات کس زبان میں ہے؟

جواب: پرانا عہد نامہ اصل زبان عبرانی میں ہے۔

9) انجیل کس نبی کو دی گئی؟

جواب: حضرت عیسیٰؑ کو دی گئی۔

10) انجیل کس زبان کا لفظ ہے؟

جواب: انجیل یونانی زبان کا لفظ ہے۔

11) انجیل کے کیا معنی ہیں۔اس کی جمع کیا ہے۔اور اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: انجیل کے معانی بشارت اور خوشخبری کے ہیں۔اسکی جمع اناجیل ہے۔حضرت مسیح علیہ السلام پر اُترنے والی وحی الٰہی مُراد ہے۔جس میں اُن کے ماننے والوں کے لیئے بشارتیں تھیں۔نیز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی بشارتیں تھیں۔ (متی 46 - 21:42)

12) بائبل کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: بائبل عیسائیوں کی مقدس کتاب کے مجموعے کا نام ہے۔جس کو وہ الہامی کتاب قرار دیتے ہیں۔بائبل میں اکاون (51) کتابیں، رسائل، تحریرات، خطوط وغیرہ شامل ہیں۔

13) بائبل کے کتنے حصے ہیں؟

جواب: بائبل دو بڑے حصوں پر مشتمل ہے۔(1) نیا عہد نامہ (2) پُرانا عہد نامہ

14) عیسائی کس عہد نامے کو مانتے ہیں اور وہ کتنی کتابوں پر مشتمل ہے؟

جواب: عیسائی نئے عہد نامے کو مانتے ہیں اور یہ 27 کتابوں کا مجموعہ ہے۔

15) نئے عہد نامے کی 27 کتابوں میں سے پہلی چار کتابیں کس نام سے موسوم ہیں؟

جواب: پہلی چار کتابیں "اناجیل" کہلاتی ہیں۔متی، لوکا، مرقس، یوحنا

16) نئے عہد نامے کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: نیا عہد نامہ جسے صرف عیسائی مانتے ہیں۔یہودی نہیں مانتے۔ان اناجیل میں حضرت مسیح علیہ السلام کے سوانح عمری بیان کی گئی ہے۔ان چار اناجیل کے بعد ایک اور کتاب کا ذکر ہے جسے "اعمال" کہتے ہیں۔اس میں حضرت مسیحؑ کے حواریوں کے اعمال کا تذکرہ ہے۔اس کے بعد نئے عہد نامے میں کچھ خطوط ہیں۔جو حضرت مسیحؑ کے حواریوں اور عیسائیوں نے مختلف لوگوں کے نام لکھے۔اس کے آخر میں ایک کتاب ہے جو "مکاشفہ" کہلاتی ہے۔اس میں کچھ خوابیں درج ہیں۔

17) نیا عہد نامہ انجیل کس زبان میں ہے؟

جواب: نیا عہد نامہ جو خاص عیسائیوں کی کتاب ہے۔اس کی زبان میں اختلاف پایا جاتا ہے۔رومن کیتھولک عیسائی کہتے ہیں کہ نیا عہد نامہ سارے کا سارا سوائے ایک کتاب (متی کی انجیل) کے یونانی زبان میں لکھا گیا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ متی کی انجیل عبرانی زبان میں لکھی گئی تھی۔لیکن اب وہ یونانی زبان میں لکھ دی گئی ہے۔

پروٹسٹنٹ کے نزدیک یہ ساری کی ساری کتابیں یونانی زبان میں لکھی گئی ہیں۔

مشرقی کلیساء کہتے ہیں کہ یہ کتابیں مسیحؑ کی زبان عبرانی میں لکھی گئی تھیں۔یونانی میں نہیں۔

تاج محل

صفحہ تیار کردہ: طاہرہ نسیم۔ریکسڈیل

مغل شہنشاہ شاہجہاں کی اپنی بیوی ممتاز محل کی یاد میں دریائے جمنا کے کنارے بنوائی ہوئی وہ یادگار جسے دنیا میں سب سے زیادہ سراہا گیا ہے۔تاج محل ہے۔ دیکھیں لوگ کیا کہتے ہیں اس کے بارے میں:

- مشہور برطانوی سیّاح ایڈورڈ لیئر نے کہا" دنیا میں رہنے والوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ایک وہ جنہوں نے تاج محل دیکھا دوسرے وہ جو اسے دیکھنے سے محروم رہے۔"
- برطانوی شاعر ایڈون آرنلڈ کہتے ہیں:"تاج محل فن تعمیر کا نہیں بلکہ محبت نے زندہ پتھروں کو جنم دیا ہے"۔
- فرنسیسی سیّاح فرانسوا برینز نے لکھا"تاج محل کی تعریف میں کوئی بھی بیان مکمل نہیں ہو سکتا"
- ایک برطانوی میجر سلی مین کی بیوی نے تاج محل دیکھ کر بے ساختہ کہا"خدا کی قسم اگر میرا خاوند میری قبر پر ایسا ہی تاج محل بنانے کا وعدہ کرے تو میں آج ہی مرنے کو تیار ہوں۔۔۔"
- مشہور بنگالی شاعر رابندر ناتھ ٹیگور کہتے ہیں" یہ محبت کی آنکھ سے ٹپکے ہوئے آنسو کا منجمد قطرہ ہے۔۔"

ٹپکا تھا اُن آنکھوں سے کبھی اشکِ محبت
دھرتی پر وہیں تاج محل بن کے کھڑا ہے

- ایک مشہور مفکر نے کہا"اِسے دیکھ کر کبھی موت کا خیال نہیں آتا۔۔اِسکی شکل میں محبت مجسم ہے
- ایک انقلابی شاعر نے فرمایا ۔اک شہنشاہ نے دولت کا سہارا لیکر
ہم غریبوں کی محبت کا اُڑایا ہے مذاق
- ایک اور صاحب یوں بیان فرماتے ہیں۔ ایک شہنشاہ نے بنا کے حسین تاج محل
ساری دنیا کو محبت کی نشانی دی ہے

تاج محل کے مکمل ہونے پر شاہجہان نے کہا
"ممتاز سے کئے ہوئے وعدے کو ایک حسین جسم ملا۔۔۔"

کہتے ہیں کہ تاج محل دن کے تینوں پہر مختلف رنگ بدلتا ہے، صبح کی پہلی کرن میں اسکا رنگ گلابی، شام کے وقت دودھیا، اور رات کو سُنہری۔۔۔اور یہ سب رنگ ملکہ کے موڈ کے عین مطابق بدلتے تھے۔

- یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شاہجہاں دریائے جمنا کی دوسری طرف سیاہ سنگِ مرمر کا مقبرہ اپنے لئے تعمیر کرنا چاہتا تھا اور دونوں مقبروں کو ایک پل کے ذریعے ملانا چاہتا تھا لیکن اُس کے بیٹے اورنگزیب نے اُسے یہ کہہ کر قید میں ڈال دیا کہ میرا باپ دیوانہ ہو گیا ہے۔وہ ایک قلعے میں بند کر دیا گیا جہاں سے وہ ایک کھڑکی سے تاج محل کو تکتا رہتا تھا۔

مرنے کے بعد شاہجہاں کو بھی اپنی بیوی کے ساتھ ایک ہی احاطے میں دفن کیا گیا۔اُس سیاہ تاج محل کی باقیات کے بارے میں بھی کہیں کہیں تذکرہ ملتا ہے۔

- 1830ء میں لارڈ ولیم بنٹنک نے تاج محل کے تمام سنگ مرمر کو اُکھاڑ کر انگلینڈ بھیجنے کا منصوبہ بنایا لیکن جب یہ پتہ چلا کہ اکھاڑنے کا خرچ زیادہ آئے گا تو ارادہ ترک کر دیا پھر 1900 میں لارڈ کرزن نے اس کی مرمت کروائی۔

دودھ کے فوائد۔ قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں

از دُردانہ نوید۔۔۔مارٹن ڈیل، کیلگری

دودھ انسان کی سب سے پرانی خوراک ہے۔ جب سے انسانوں کو مویشی پالنے کی سمجھ آئی انھوں نے اس وقت سے ان کے دودھ سے فائدہ اُٹھانا بھی سیکھ لیا۔ ارشادِ ربانی ہے۔

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ (مومنون۔21)

تمھارے لیے غور کے لیے چوپایوں میں کچھ باتیں ہیں جیسے کہ اللہ تم کو ان کے پیٹوں سے مشروب مہیا کرتا ہے اور ان سے تمھیں بے شمار فائدے ہیں اور تم ان کو کھاتے ہو۔

ارشادِ نبوی ہے۔

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی لیے گھر کی پلی ہوئی بکری کا دودھ دوہیا گیا اور اس میں انس کے گھر میں واقع کنوئیں کا پانی ملایا گیا آپ نے یہ دودھ قبول فرمایا اور پیا۔ (بخاری)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں دودھ کے علاوہ ایسی کسی چیز کو نہیں جانتا جس کے اجزاء یک وقت کھانے اور مشروب کا کام دے سکیں۔ (ترمذی، ابوداؤد)

رسول کریم ﷺ نے گندگی کھانے والے جانور کا گوشت اور اسکا دودھ پینے سے منع فرمایا (ابن ماجہ)

دودھ کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے کیا جاسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دودھ پینے کے بعد شکرِ خداوندی ادا کرنے کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَزِدْنَا مِنْہُ۔

ان شاء اللہ

ثروت زرّیں

چھٹ جائیں گے یہ بادلِ آفات بہت جلد
ہیں اُس کی حلیمی کے آثار بہت جلد

ہم سوئے ہوؤں کو تھا مقصود جگانا
تا دینِ محمدؐ کا ہو راج بہت جلد

پر عہد ہیں درکار وفا کے میرے پیارو
پھیلائیں گے ہم دعوتِ اسلام بہت جلد

ہر حکمِ خدا دل کے قریں اپنے رکھیں گے
جاں پیش کریں گے ہر آن، بہت جلد

نہ ہو گی کبھی تنگیٔ فرصت ہمیں لاحق
وقت اپنا میسر رہے، دن رات بہت جلد

باتوں سے خوشبو آئے

طاہرہ نسیم۔۔۔۔ریکسڈیل ساؤتھ

- اگر ہم اپنے آپ کو عقل مند سمجھنا چھوڑ دیں تو جلد ہی عقل آجائے
- غصے کی مثال اس تیلی جیسی ہے جو ایک درخت سے ہزاروں کی تعداد میں بنتی ہے لیکن وہ اکیلی ہزاروں درختوں کو جلانے کے لئے کافی ہوتی ہے۔
- بُری صحبت کوئلے کی مانند ہوتی ہے جلے تو ہاتھ جلائے، ٹھنڈا ہو تو کالا کرے۔
- اگر ہم دوسروں کی بجائے اپنے بارے میں سچ بولنا شروع کر دیں تو ہنسنے سے رونے تک کا درمیانی وقفہ کم ہو جائے گا۔
- آج کل چھٹیوں میں تین انتہائی تکلیف دہ جملے
  - تمہارے لئے چائے نہیں بنائی
  - تمہارا کپ اس نے پی لیا ہے
  - پتی ختم ہے
- شادی شدہ مرد کی بیوی ہوتی ہے کنوارے مرد کی زندگی ہوتی ہے
- صرف مُردے اور بے وقوف اپنی رائے نہیں بدلتے
- زر آزادی ہے اور افلاس غلامی خالی تھیلا سیدھا کھڑا نہیں ہوتا

نظم

فہمیدہ رضا۔۔۔احمدیہ ایبوڈ آف پیس

نہ تھی قسمت کے کامیاب ہوتے
جس دَر بھی گئے خوار ہو کر آئے

ہم کو بھی ہوا مسیحائی کا شوق
شفاء دینے نکلے تو بیمار ہو کر آئے

وطن کی محبت ہے ایمان کا حصہ
اسی محبت میں ہم فرار ہو کر آئے

رضا ہم کو ہوا شاعری کا شوق
شعر لکھنے لگے تو اشعار لکھ کر آئے

صفحہ تیار کردہ: طاہرہ نسیم۔ ریکسڈیل

صفحۂ ناصرات

جہاں پناہ آپ کا نوکر ہوں، بینگن کا نہیں

پرانے وقتوں کی بات ہے ایک بادشاہ کا وزیر بہت خوشامدی تھا۔ بادشاہ جو بھی کہتا وزیر فوراً اس کی ہاں میں ہاں ملاتا۔ ایک دن بادشاہ نے کہا آج بینگن پکواؤ بہت اچھی ترکاری ہے۔ وزیر فوراً بولا سرکار! کیا کہنے بینگن کے، انتہائی ذائقے دار اور خوبصورت سبزی ہے بلکہ سبزیوں کا بادشاہ ہے۔ بینگن کئی بیماریوں کا علاج ہے اور انتہائی مفید ہے۔ اگلے دن بادشاہ کسی اور موڈ میں تھا، کہنے لگا بینگن نے تو کل طبیعت بوجھل کر دی، بھلا یہ بھی کوئی سبزی ہے؟ وزیر فوراً بولا حضور! بالکل درست فرمایا آپ نے، بینگن سے بیکار تو دنیا میں کوئی سبزی ہی نہیں ہے نہ شکل نہ ذائقہ، صحت کے لیے بھی انتہائی مضر، خون میں خرابی پیدا کرتی ہے۔ بادشاہ حیران ہو کر بولا کل تو تم میرے ساتھ بینگن کی اتنی تعریف کر رہے تھے اور آج میرے کہنے پر ساتھ ہی برائی شروع کر دی تم نے۔ وزیر بولا جہاں پناہ! میں آپ کا نوکر ہوں بینگن کا نہیں۔

پیاری بچیو!

یہ کہاوت اس وقت بولی جاتی ہے جب کسی خوشامدی کی اپنی کوئی رائے نہ ہو اور وہ موقع کے مطابق کسی طاقتور کی ہاں میں ہاں ملاتا رہے۔ یعنی جس سے فائدہ پہنچے اُس کی غیر ضروری خوشامد کرتے رہیں۔ آپ کے خیال میں یہ بھلا اچھی عادت ہے یا بری؟؟

کیا آپ نے کبھی کسی کی خوشامد کی ہے؟

~~~~~ ~~~~~

مشکل الفاظ کے معانی

خوشامد: غیر ضروری تعریف کرنا

مُضر: نقصان دہ

جہاں پناہ: بادشاہ کو بلانے کا انداز

ترکاری: سبزی

بوجھل: خراب

بوجھو تو جانیں

1. وہ کون سی چیز ہے جسے آدھا کھا بھی لیں تو وہ پوری رہتی ہے؟
2. اگر سرخ پتھر کو نیلے سمندر میں پھینکیں گے تو وہ کس رنگ کا ہو جائے گا؟
3. اگر دس فٹ گہرے تالاب میں ہاتھی گر جائے تو کیسے نکلے گا؟
4. وہ کون سی چیز ہے جسے ہم سارا دن بار بار اٹھاتے اور پھر رکھتے ہیں؟
5. ایک سال میں اٹھائیس (28) دنوں والے کتنے مہینے ہوتے ہیں؟

جواب تلاش کریں

جوابات کسی اور صفحہ پر تلاش کریں
~~~~~

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۵﴾

'Our Lord, grant us of our wives and children the delight of our eyes, and make us a model for the righteous.

اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔

اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِی

Nikah is my Sunnat

نکاح میری سنت ہے

Looking for a Rishta?

کیا آپ رشتہ کی تلاش میں ہیں ؟

We can help!

Department of Rishta Nata is here to help you find a suitable match. Contact us or visit our website to submit your application.

شعبہ رشتہ ناطہ آپکی مدد کر سکتا ہے

آج ہی رشتہ ناطہ کی ویب سائیٹ پر اپنے

کوائف کا اندراج کریں۔

Our website is:

~SIMPLE ~SECURE ~CONFIDENTIAL

For more information please contact us.

info@rishtanata.ca

1-855-5RISHTA(74-7482)

WWW.RISHTANATA.CA